نعت محل

ملقب بلقب تاریخی :-

ذوقِ نعتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۳۹۴ھ

ترے مدح سے ہر شعر کا شفاف کنول ہے

تاباں ترے جلووں سے مرا نعت محل ہے

سیّد محمد مرغوب اختؔر الحامدی الرضوی

طالبِ دعا

ابو المیزاب اویس رضوی

شائع کردہ : مکتبۃ الرّضا ٹکسالی گیٹ ○ لاہور

۷۸۶
۹۲

روشن مرے ہر شعر کا شفّاف کنول ہے
تاباں ترے جلووں سے مرا نعت محل ہے

نعت محل

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

ملقّب بہ لقبِ تاریخی

ذوقِ نعتِ نبوی

۹۴ ھ ۱۴۳۵

نتیجۂ افکارِ عالیہ

بلبلِ باغِ مدینہ سیّد محمد مرغوبؔ اختر الحامدی الرضوی مدظلّہ

لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد سندھ

ناشر

مکتبۃ الرضا ٹکسالی گیٹ لاہور

انتساب

مخدومی و مطاعی حضرت خلیل العلماء علامہ مفتی محمد خلیل خاں مدّ فیوضہم

قادری برکاتی کے نام

جن کے علم و عرفان اور فیوض و برکات کی بارشوں سے ریگزارِ سندھ کا

ذرّہ ذرّہ بہشت در آغوش اور بہار در کنار ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو

تا دیر زندہ سلامت رکھے (آمین)

اختر الحامدی

پنجشنبہ ۵ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۹۳ھ

مطابق ۷ر جون سنہ ۱۹۷۳ء

تعارف

(از حضرت مقبول الوری ابن حضرت استاذ الشعراء اختر الوری علیہ الرحمۃ)

میرے بزرگ، برادرِ محترم، حضرت حسّانِ پاکستان مولانا سید محمد مرغوب صاحب اختر الحامدی مدظلہ العالی، مادری لحاظ سے جیلانی النسب اور پدری سلسلہ سے حضرت خواجہ سید قطب الدین محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ ان کے والد ماجد حضرت مولانا سید محمد ایوب صاحب منشؔ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اجمیر شریف کے اساتذہ میں ہوتا تھا۔ آپ حضرت میر خلشؔ تلمیذ مومنؔ دہلوی کے شاگرد تھے۔

برادرِ محترم حضرت اختر الحامدی صاحب کے نانا علّامہ حافظ سید راحت علی صاحب راحتؔ جودھپوری مشہور عالمِ دین، ولیِ کامل اور فنِ شعر و ادب کے مستند استاد تھے۔ آپ کے ماموں مولانا حکیم سید اصغر علی صاحب اصغرؔ رضوی جودھپوری حضرت مولانا احسنؔ مارہروی کے شاگرد تھے۔ غرضیکہ محترم اختر الحامدی صاحب کا گھرانہ ہمیشہ علم و حکمت اور شعر و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ ایسے ماحول میں پرورش پانے والا اگر شاعر نہ ہوتا تو تعجب کی بات ہوتی۔

آپ نے اوّلاً عربی و فارسی کی ابتدائی کتب اپنے نانا جان حضرت راحت جودھپوری سے پڑھیں۔ پھر حضرت اصغرؔ جودھپوری علیہ الرحمۃ نے اپنے ہمعصر استاذ الشعراء حضرت علامہ رضاؔ حسنین صاحب بیدلؔ صدیقی بدایونی علیہ الرحمۃ بن حضرت بیخودؔ بدایونی تلمیذ حضرت داغؔ کے سپرد کر دیا۔ یہیں سے تعلیم کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ محترم اختر الحامدی صاحب کا علامہ بیدلؔ علیہ الرحمۃ کی خصوصی توجہ سے بچپن ہی میں خصوصی شعراء میں شمار ہونے لگا۔ شاہنامہ فردوسی تک تعلیم پانے کے بعد آپ کو تشنگیٔ علم بریلی شریف لے گئی جہاں آپ نے ۱۹۴۱ء میں منظر اسلام سے مولوی فاضل اور ادیب فاضل کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ افسوس! کہ حضرتِ علامہ بیدلؔ بدایونی علیہ الرحمۃ کی

خصوصی توجہ زیادہ عرصہ شاملِ حال نہ رہ سکی اور علّامہ موصوف رحلت فرما گئے۔

حضرت کے وصال کے بعد حضرت مولانا اختر الحامدی نے حضرت لسان الحسّان، علّامہ ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کیا اور انہیں اپنی غزلیات دکھاتے رہے یہاں تک کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ لطف اور محترم اختر صاحب کے پیر و مرشد حضور حجۃ الاسلام شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کی توجہ خاص اور لسان الحسّان علیہ الرحمۃ کے فیضِ صحبت اور محنتِ شاقہ کے طفیل اور ان کی دعاؤں کے اثر سے محترم اختر الحامدی صاحب ہمیشہ کے لئے شاگردِ رسول بن کر منظرِ عام پہ آنے لگے۔ آج بفضلہ تعالیٰ آپ کا شمار نعت گو شعراء میں چوٹی کے اساتذہ میں ہوتا ہے اور پاک و ہند کے مختلف رسائل رضوان، سالک، مبلغ، انوار الصوفیہ، ماہِ طیبہ، آئینہ وغیرہ آپ کے کلام سے مزین نظر آتے ہیں۔

واضح رہے کہ علّامہ ضیاء القادری علیہ الرحمۃ حضرت اسیر بدایونی کے شاگرد تھے اور حضرت اسیر حضرت غالب دہلوی کے۔ آپ حضرت لسان الحسّان کے جانشین بھی ہیں۔ مولا تعالیٰ آپ کو تا دیر زندہ و پائندہ رکھے۔ آمین۔

مقبول الوری

پنجشنبہ ۱۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۹۳ھ

مطابق ۱۴ جون سنہ ۱۹۷۳ء

حرفِ آغاز

مری انتہائے نگارش یہی ہے

ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسّم، فخرِ دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول الخلق اور باعثِ ایجادِ کائنات ہیں۔ باری تعالیٰ شانہ نے انہیں اپنی معرفت کے لئے پیدا فرمایا اور اپنی قدرتِ تخلیق کے شہکار کو دیکھ کر خود ان کی تعریف و توصیف میں اس درجہ رطب اللسان ہو گیا کہ انہیں نام "محمّد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے موسوم کر دیا، یعنی بہت زیادہ تعریف کیا گیا۔ یہی نعت شریف کی ابتدا ہے، حالانکہ اس وقت "محمود" (جل جلالہٗ) اور "محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور شعر ہے ؎

وَشَقَّ لَهٗ مِن اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

جب وہ جانِ جہاں معرضِ وجود میں آئے تو ان کے نورِ مقدس سے کائنات کی تخلیق ہوئی۔ آپ ہی اس برات کے دولہا اور کائنات کے تاجدار ہیں۔ انبیائے کرام اپنے اپنے دور میں اس محبوبِ پروردگار اور سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریفوں کے خطبے پڑھتے اور پڑھاتے آئے فرش پر ان کا چرچا اور عرش پر انہی کی دھوم ہے، سب ان کے سبب، ان کی وجہ سے، ان کی خاطر

عدم سے وجود میں آئے۔ ان کا اتباع قربِ خداوندی، ان کی غلامی سندِ سرفرازی، ان کی رضا رضائے الٰہی، ان کی عطا عطائے رب، ان سے بے نیازی خدا سے بغاوت، ان کی ناراضگی خدا کا غضب ہے کیونکہ زمان و مکاں میں انہی کا سکہ رواں رہا ہے اور رہے گا وہ ایک طرف احکم الحاکمین کے بندے اور محکوم ہیں اور دوسری طرف ساری کائنات کے حاکمِ اعلیٰ اور تاجدار بنائے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کافر جنوں اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق کی سرشت میں ان کی معرفت موجود ہے۔ بایں وجہ سب انہیں کا منہ تکتے، انہیں کے دَر سے بھیک لیتے اور ان کی مدح خوانی اور ثنا گری میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ وہ سلسلۂ نعت خوانی ہے جو ابتدائے آفرینش سے شروع ہوا، تا حال جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہیگا۔

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہ۔

حضرت امامِ اہلسنّت کے نقشِ قدم پر چل کر جن حضرات نے نعت گوئی میں اعلیٰ مقام حاصل کیا ان میں علّامہ ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء) بھی ہیں جن کے رُوح پرور اور ایمان افروز نغموں سے پاک و ہند کا گوشہ گوشہ گونج رہا ہے اور اہلِ نظر جنہیں لسان الحسان کے مبارک لقب سے یاد کرتے ہیں۔ علامہ مرحوم سے فیض حاصل کرنے والوں میں مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی مدظلہ سرفہرست اور سب پر سبقت لے جانے والے ہیں، موصوف کو علّامہ مرحوم کی جانشینی[1] کا شرف بھی حاصل ہے جیسا کہ "نعت محل" میں یوں وضاحت فرمائی ہے:۔

میں ہوا اختؔر ضیاء القادری کا جانشین
میرا شغلِ نعت گوئی میرے کام آ ہی گیا

جناب اختؔر الحامدی ولد سید محمد ایوب مرحوم کی پیدائش ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء بروز ایمان افروز جمعۃ المبارک کو اپنے ننھیال جودھپور مارواڑ میں ہوئی۔ موصوف کا تاریخی نام "محمد مرغوب ۱۳۴۰ھ" ہے۔ آپ والدِ محترم کی طرف سے مودودی النسب سیّد اور مادری سلسلہ سے جیلانی سیّد ہیں۔ موصوف کے جدِّ اعلیٰ حضرت خواجہ سیّد قطب الدین محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت خواجہ کی نسل سے ایک بزرگ خواجہ محمد خضر علیہ الرحمۃ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے عہدِ حکومت میں ہرات سے وارد ہند ہوئے تھے۔ خواجہ محمد خضر ایک باکمال بزرگ تھے جن سے سلطان کو بے حد عقیدت ہو گئی تھی اور اسی تعلقِ خاطر اور نیاز مندی کی وجہ سے بادشاہ نے مضافاتِ اجمیر شریف سے چار مواضع یعنی ڈوڈیانہ،

---

[1] ماہنامہ عرفات لاہور بابت اپریل ۱۹۷۰ء، ص ۱۶، ۱۷۔
[2] ۱۷ جولائی ۱۹۶۶ء کو "مجلس فدایانِ نبی" کی طرف سے منعقدہ سالانہ مشاعرۂ نعت کی عظیم الشان محفل میں حضرت لسان الحسان علیہ الرحمۃ نے کراچی میں مولانا اختؔر الحامدی کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا ۱۲ اختؔر شاہجہانپوری

دلواڑی، ہاتھی کھیڑا اور آکھری اُن کے نذر کئے تھے جن پر موصوف کے خاندان کا قبضہ رہا اور تقسیمِ ہند کے وقت مذکورہ چاروں مواضع مولانا اختر الحامدی کے قبضے میں تھے۔ ظاہر ہے کہ مولانا بفضلہٖ تعالےٰ فارغ البال تھے اور تقسیمِ ہند تک اس گھرانے کا شمار اجمیر شریف کے رؤسا میں ہوتا تھا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

مولانا اختر الحامدی مدظلہ کے والدِ ماجد مولانا محمد ایوب منشؔ مودودی اجمیری علیہ الرحمۃ حضرت خلش اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، جن کو حکیم مومن خاں مومنؔ دہلوی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ والدِ مرحوم کو بہترین غزل گو شاعروں اور اساتذۂ فن میں شمار کیا جاتا تھا۔ موصوف کے چند اشعار بطورِ نمونہ ملاحظہ ہوں:

ڈھنگ اچھے ہیں آزمانے کے — عذر معقول ہیں ستانے کے

دلِ بسمل پہ گر پڑی بجلی — اے میں قربان مسکرانے کے

کوچۂ غیر میں نشانِ قدم — نقش ہیں یہ مرے مٹانے کے

یہ حقیقت ہے کہ فن نعت گوئی اور ملکۂ شاعری کی حد تک مذکورہ اساتذہ نے موصوف کو ماہرِ فن اور قادرالکلام بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہوگی لیکن جہاں تک حقیقی نعت گوئی کا تعلق ہے تو جیسا کہ اربابِ فن اور اہلِ نظر حضرات پر مخفی نہیں کہ محترم اخترؔ الحامدی اس پلصراط سے سلامتی اور کامیابی کے ساتھ گزرتے رہے ہیں لیکن اس ہوشمندی، شعور اور کمال کا بیشتر حصہ موصوف نے "حدائقِ بخشش" سے پایا ہے۔ نعت محل کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

اخترؔ تری شہرت نہ ہو کیوں ملکِ سخن میں
تو شاعرِ دربارِ پُر انوارِ رضا ہے

جناب مولانا اخترؔ الحامدی کی پیدائش مجدّدِ مائۃِ حاضرہ قدس سرہ کے وصال سے تقریباً چھ ماہ بعد ہوئی اور اس طرح فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست کسبِ فیض سے تو محروم رہے لیکن اعلیٰ حضرت کے خلفِ اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہوئے۔ حضرت صدرالافاضل، حضرت محدث کچھوچھوی، شاہ سلیمان اشرف اور شیرِ بیشۂ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہم سے خوب خوب متعلق رہے اور ہر سمت سے دل کھول کر فیضِ رضا کی دولت لوٹنے میں ہمہ تن مصروف و منہمک رہے۔ مناظرِ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں مرحوم کے ساتھ رہ کر موصوف کے پچھتر وعظ سننے کے مواقع نصیب ہوئے۔ ان مذکورہ بزرگانِ دین کے فیوض و برکات کی بدولت جہاں مولانا اخترؔ الحامدی کے ایمانی جذبے کا زرِ خالص جِلا پاکر کندن بنا، حُبِّ نبی کے حقیقی مفہوم سے آشنائی ہوئی۔ عشق کے سوز و گداز کی لذت سے بہرہ ور

ہوئے، منصبِ نبوت کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کا سلیقہ سیکھا، وہاں نعت گوئی کا حقیقی شعور بھی پالیا اور یہی ہیں "بحرِ رضا" کے وہ عدیم النظیر جواہر ریزے جو "نعت محل" کے اندر پوری طرح اپنی چمک دمک دکھا کر ہر قاری و سامع کے قلوب کو جگمگاتے اور انہیں ساقیٔ کوثر و تسنیم کا والا و شیدا بناتے رہتے ہیں۔

"نعت محل" حضرت مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی مدظلہ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے جو قارئینِ کرام کے پیشِ نظر ہے اور اسی کے بارے میں کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔ اگرچہ راقم الحروف کا یہ منصب نہیں لیکن برکت حاصل کرنے کی غرض سے اپنی ناقص رائے کا اظہار کرتا ہوں۔ گزشتہ سطور میں جس رائے کا اظہار کر چکا ہوں یہاں کلامِ اختر کی روشنی میں اسی اجمال کی تفصیل پیش کی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ہر کام کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ فرمانِ رسالت ہے کہ انما الاعمال بالنیات مقصد جتنا بلند اور نیک ہو عمل کو اسی درجہ تقدس حاصل ہوتا ہے۔ مولانا اختر الحامدی نے نعت گوئی کو کیوں اپنا مشغلہ بنایا، خود موصوف کی زبانی سنیئے :۔

نعت ہی کے لئے پائی ہے زباں اختر نے
آپ کے گیت شب و روز نہ کیوں گائے حضور

اختر ہے شغلِ نعت عبادت مرے لئے
میری کتابِ فکر کے عنواں ہیں مصطفےٰ

اب بارگاہِ رسالت میں موصوف کی مقبولیت دکھانے کی غرض سے حضرت لسان الحسّان مولانا ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۸ھ) کا ایک مکتوبِ گرامی پیش کرتا ہوں جو انہوں نے مولانا اختر الحامدی کے لئے ۷ر جنوری ۱۹۶۴ء کو تحریر فرمایا تھا، مکتوبِ گرامی یہ ہے :-

۷۸۶/۹۲

عزیز محترم سید محمد مرغوب اختر حامدی زاد لطفہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

خدا کرے آپ باعافیت ہوں ، ایک خاص خواب کا حال سن کر آپ کو خوشی ہوگی۔ غالباً تیسری جنوری کی شب کو میں نے پونے تین بجے یہ خواب دیکھا کہ ایک پُر فضا مقام میں ایک عالیشان محل ہے۔ میں نے تمہیں سامنے سے آتے ہوئے دیکھا۔ تمہارے ہاتھ میں ایک غزل تھی جس کی ردیف ـــ "مشکل سے نکلے گی" ـــ "دل سے نکلے گی" ـــ تھی۔ میں نے ایک ایک شعر بہت پسند کیا اور تم سے کہا کہ اسی محل کے اندر سرکار رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ، تم جا کر یہ اشعار حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دو ، اُدھر تم اس قصرِ جنتی کی طرف روانہ ہوئے اِدھر میری آنکھ کھل گئی۔ گھڑی جو میز پر رکھی ہوئی تھی اس میں پونے تین بجے تھے۔ بہر حال جیتے جی جنت کی خوشخبری آپ کو مبارک ہو۔ اگر کوئی غزل نعت شریف کی لکھی

ہوئی موجود ہو تو اس غزل کو میرے اس خواب کے الفاظ سمیت "ماہ نو سائلنگ" راولپنڈی میں یا جس رسالے میں مناسب سمجھو بھیجدو اور غزل میرے پاس روانہ کر دو۔

کل حسنِ اتفاق سے محترمی صوفی عبدالشکور صاحب بھی مجھے دیکھنے کے لئے حیدرآباد سے تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے بھی اس خواب کا تذکرہ کیا تھا۔ میری طبیعت ۲۷ر دسمبر ۶۳ء سے خراب ہے۔ نزلہ زکام کھانسی کا بہت زور ہے۔ محمد میاں سلمہٗ تین ہفتے کی تعطیل لے کر میری آنکھ کے اپریشن کے لئے آئے تھے، ابھی موجود ہیں۔ اگر میں صحت یاب ہو گیا تو انشاء اللہ بعد عید کے اپریشن ہو گا۔ محمد میاں سلمہٗ ۳۰ر جنوری کو مع اہلیہ کے راولپنڈی واپس ہو جائیں گے۔

فقط والسلام۔

فقیر ضیاء القادری، جوہر آباد کراچی

علامہ ضیاء القادری رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصہ بیمار رہے اور ایک عرصے تک حضرت کے دائیں ہاتھ میں رعشہ کی شکایت بھی رہی، ان حالات میں مولانا اختر الحامدی ہی تھے جو موصوف کی جانشینی کا فریضہ ادا کر سکتے تھے اور آپ ہی یہ فریضہ ادا کرتے رہے۔ آخر وہ وقت بھی آیا کہ "مجلسِ شیدایانِ نبی" کراچی کی طرف سے منعقدہ سالانہ مشاعرۂ نعت کی ایک نشست میں حضرت لسان الحسّان علیہ الرحمۃ نے ۱۷ر جولائی ۱۹۶۶ء کو باقاعدہ طور پر اپنی جانشینی کا تصفیہ و اعلان فرمایا۔ آپ نے اعلان فرمادیا تھا کہ "آج سے اختر الحامدی کو میرا قائم مقام تصور کیا جائے۔"

این سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کے باوجود حالات کی ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ پچھلے دنوں راقم الحروف نے بذریعہ ڈاک حضرت اختر الحامدی سے ان کا نعتیہ مجموعۂ کلام طلب کیا۔ جواب پڑھا تو باکمالوں کی کس بے بسی و بے قدری

پر رونا آگیا۔ سُنّیوں کی بے حسی اور خود فراموشی کی داد بھلا کون دے سکتا ہے کہ اخترؔ الحامدی جیسے بلبلِ باغِ مدینہ کا نعتیہ کلام بھی شائع کروانے کی کسی فرد کو ہمت یا توفیق نصیب نہ ہوئی تہی دستی کے باوجود توکّلاً علی اللہ شائع کروانے کے وعدے پر موصوف سے مسوّدہ منگوالیا۔ مولانا مدظلّہ کی اجازت سے کچھ اضافے کئے، ترتیب بدلی اور اس حدیقۂ بخشش و گلدستۂ محبت و عقیدت کو "ذوقِ نعتِ نبوی" (۱۳۹۴ھ) کے تاریخی لقب سے ملقب کر دیا۔ اہلِ علم و فن حضرات ترتیب وغیرہ کی خامیوں کو اس ناچیز کی طرف منسوب کرتے ہوئے مکتبۂ حامدیّہ گنج بخش روڈ لاہور کی معرفت ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں (اگر خدا مہلت دے) ان کی اصلاح کی جاسکے، نیز اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

مسودہ ارسال فرمانے کے بعد اپنے مکتوبِ گرامی میں مولانائے محترم نے ارشاد فرمایا تھا:

"آخر میں آپ کے لئے کچھ صفحات چھوڑے ہیں۔ آپ اس مجموعے پر کُھل کر لکھئے۔ میں تعریف و توصیفِ کلام نہیں چاہتا۔ آپ اسے تنقیدی نظر سے دیکھئے اور اچھائیاں اور برائیاں سب کو پیش کر دیجئے۔ اگر آپ نے کچھ بھی نہ لکھا تو مجھے دُکھ ہوگا۔ یقین جانیے کہ مجھے سخت تکلیف پہنچے گی۔"

اس ارشادِ گرامی کے تحت اپنی علمی بے مائگی و تہی دامانی کے باوجود چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ لکھنے پر مجبور ہوگیا، جو تنقید یا تبصرہ کے بجائے "حرفِ آغاز" کے عنوان سے پیش کرنے مناسب نظر آئے۔ قارئینِ "نعت محل" سے ملتمس ہوں کہ وہ حضرت اخترؔ الحامدی جیسے بلبلِ باغِ مدینہ اور مدّاحِ حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی صحت و عافیت اور ان کے اکلوتے نورِ چشم عزیزی سید نور الرضا سلّمہ کی عمر، عافیت اور ترقیٔ دارین کے لئے دعاگو رہیں

اور از راہِ کرم "نعت محل" کے طابع و ناشر نیز راقم الحروف جیسے عصیاں شعار کے لئے حسنِ خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ٭ وتب علینا انک انت التواب الرحیم ٭ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

احقر العباد

عبدالحکیم خاں اختر

شاہجہانپوری مجددی مظہری

۹ر ذوالحجہ ۱۳۹۳ھ

۴ر جنوری ۱۹۷۴ء

دارالمصنفین لاہور

کچھ اپنے متعلّق

کچھ اپنے متعلق لکھنا ایک فرسودہ سی رسم ہے اور ویسے بھی ضروری نہیں کہ ہر مضمون نگار یا صاحبِ تصنیف اپنے متعلق کچھ نہ کچھ لکھے۔ اچھا یا بُرا جو کچھ ہے جب اسے قاری کے سامنے آنا ہی ہے تو پھر اس تکلّف کی کیا ضرورت؟ ــــ لہٰذا یہ فیصلہ قاری پہ چھوڑتا ہوں اور میں تو اس صفحے پر اپنے ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس مجموعہ کی ترتیب و تدوین میں میرا ہاتھ بٹایا، بالخصوص میرے مخدوم و محترم حضرت مولانا اختر شاہجہانپوری مدظلّہ، جن کے مفید مشورے میرے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوئے اور جن کی سعیِ بلیغ سے میرے کلام کی طباعت عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیل ممدوحِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ان کے علم و عمل میں برکت عنایت فرمائے اور تا دیر زندہ رکھے۔ آمین۔

چہارشنبہ — اختر الحامدی الرضوی

۵ر دسمبر ۱۹۷۳ء — حیدر آباد۔ سندھ

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

موصوف کی سندِ فراغ و اجازت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قال اللہ تعالیٰ عزوجل وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔

رب تعالیٰ کی نعمتوں کی تحدیث و اشاعت بحکمِ الٰہی فرائضِ اسلامی میں داخل ہے۔ خدائے پاک نے انسان کو نطق و گویائی کی قوت دے کر اس کے مدارج کو دوسری مخلوق سے ممتاز و بلند فرمایا۔ ادھر قوتِ گویائی میں حلاوت، ملاحت، لطافت، نزاکت، فصاحت، بلاغت، خطابت کی رنگ آمیزی سے چاند لگائے۔ انسان کو عالم، فاضل، واعظ، مقرر، خطیب، ادیب، ناظم، شاعرِ خوش بیان، شیریں زباں، شعلہ دہان، خوش الحان بنایا۔ اگرچہ یہ تمام اوصاف اپنے اپنے مقام پر کمالاتِ انسانی کے آئینہ دار ہیں لیکن شعر و ادب نے ہر زمانہ و ہر عہد میں جو مقبولیتِ عامہ حاصل کی اس کا ذکر تحصیلِ حاصل ہے۔

ذہنِ شعر و ادب فطری بھی ہے کسبی بھی، بعض وہ طبائع جن کی فطرت میں قدرت نے سخن گوئی اور سخن فہمی کی نعمت ودیعت فرمائی، اس قابل ہیں کہ ان کی استعداد، خداداد قابلیتوں، وہبی صلاحیتوں نشائے سخن میں اُجاگر و نمایاں کیا جائے۔ اس ضمن میں یہ فقیر اپنے محترم عزیز سید مرغوب احمد صاحب اختر کی شاعرانہ صلاحیتوں کا مدتِ دراز سے جائزہ لے رہا ہے۔ وہ اگرچہ ایک فطری شاعر ہیں تاہم ان کی کہنہ مشقی نے ان کو اساتذہ کی صف میں ایک خاص مقام تک پہنچا دیا ہے

انہوں نے چودہ پندرہ سال کی عمر سے غزل گوئی پر زورِ دماغ صرف کیا اور بہت جلد کامیاب شاعر بنے۔ اب نعت و مناقب میں اس فقیر کا رنگ اختیار کر رہے ہیں۔

بغداد شریف کی حاضری اور روضۂ انور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلامی کے وقت میرا ضمیر خود بخود راغب ہوا کہ میں عزیز اکرم اخترؔ قادری الحامدی کو شعر و ادب میں ماہرانہ استعداد و جانشینی کی سند دے کر اپنے اس فرض کو ادا کروں جو بطور ورثہ مجھے استاذی و ملاذی و ابی ۔۔۔ استاذ الاساتذہ شہید مدینہ مولانا شاہ امیر قادری نقشبندی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کو حضرت غالبؔ دہلوی سے پہنچا ہے۔ میں نہایت مسرت کے ساتھ عزیزی اخترؔ صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنے حلقۂ احباب اور اپنے تلامذہ کے کلام کی اصلاح کی طرف خود توجہ کریں اور نعت و مناقب کی جانب نو مشق شعراء کو راغب کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حبیبِ لبیب حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وبارک وسلم کی مدّاحی اور مقبولانِ بارگاہِ رسالت کی ثناخوانی کا سچا جذبہ و ذوق عطا فرمائے (آمین) مجھے امید ہے کہ وہ اس فقیر کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

دعاگو: فقیر ضیاء القادری البدایونی غفر اللہ لہٗ

۲۵ جنوری ۱۹۵۴ء

طالبِ دعا

ابو المیزاب اویس رضوی

قطعہ تاریخ ترتیب

(از تشحاتِ خامہ محترم ڈاکٹر محمد اقبال یزدانی ایم بی۔بی۔ایس فزیشن اینڈ سرجن حیدرآباد)

ہے یہ مجموعہ اشعار، کہ ایوانِ ادب — اس کا ہر شعر ہے مشعل تو ہر اِک نعت کنول

اِک اضافہ ہے یہ دنیائے ادب میں ایسا — کہ جواب اس کا قصیدہ نہ بدل اسکا غزل

نصف مصرعہ میں کہو سالِ طباعت اقبال — خوب اختر کا ہے یہ "مشغلۂ نعت محل"

۱۹ ۷۳ ء

طالبِ دعا

ابوالمیزاب اویس رضوی

(۱)

لائی صبا پیامِ شہنشاہِ دوسرا — ساقی پلا بہ نامِ شہنشاہِ دوسرا

وحیِ خدا، کلامِ شہنشاہِ دوسرا — آئینِ حق، نظامِ شہنشاہِ دوسرا

یہ اَوج و احترامِ شہنشاہِ دوسرا — قربِ خدا مقامِ شہنشاہِ دوسرا

لاریب ابرِ رحمتِ پروردگار ہے — زلفِ سیاہ فامِ شہنشاہِ دوسرا

اللہ کا غنی ہے شہِ دیں کا ہر گدا — سلطاں ہے ہر غلامِ شہنشاہِ دوسرا

حاصل ہے بادشہ سے مجھے قربِ مستقل — اے فرقتِ دوامِ شہنشاہِ دوسرا

وَالفجر بن گئے کہیں وَاللّیل ہو گئے — انوارِ صبح و شامِ شہنشاہِ دوسرا

کام و دہن ہیں سائلِ رحمت سے ہمکنار — ہے میرے لب پہ نامِ شہنشاہِ دوسرا

عنوانِ لوحِ مصحفِ اَسریٰ بِعَبْدِہٖ — طرزِ سبک خرامِ شہنشاہِ دوسرا

مشہور ہے بہارِ عقیدت کے نام سے

اخترؔ مرا سلامِ شہنشاہِ دوسرا

(۲)

اللہ اللہ انتہائے احترامِ مصطفیٰ — خاص قربِ حق تعالیٰ ہے مقامِ مصطفیٰ

لے رہا ہے بھیک رب سے ہر غلامِ مصطفیٰ — بٹتی ہے رحمت سرِ محشر بنامِ مصطفیٰ

بادۂ جاوُدک پی کر تشنہ کامِ مصطفیٰ — بیخودی میں جھومتے ہیں لے کے نامِ مصطفیٰ

ہے ضیائے مطلعِ والفجرِ صبحِ تابناک — نورِ سبحٰن الّذی اَسریٰ ہے شامِ مصطفیٰ

دیکھ کر رنگینیِ حسن و جمالِ کائنات
آ گیا بے ساختہ ہونٹوں پہ نامِ مصطفٰے

ان مکیّف مست کوثر پاش آنکھوں کے نثار
ہے شرابِ مَن رَآنی زیبِ جامِ مصطفٰے

صبح کی آغوش میں لیتی ہے شب انگڑائیاں
یا ہے خمِ عارض پہ زلفِ مشکفامِ مصطفٰے

نامِ اقدس کلکِ قدرت نے لکھا ہر چیز پر
یعنی ہے کونین کی ہر شے بنامِ مصطفٰے

کیوں نہ اخترؔ دو جہاں میں میرا بیڑا پار ہو
میں سگِ حامد رضا خاں، ہوں غلامِ مصطفٰے

(صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم)

(۳)

منشائے رب ہیں مقصدِ یزداں ہیں مصطفٰے
وجہِ وجودِ عالمِ امکاں ہیں مصطفٰے

دشمن ہو یا ہو دوست، گدا ہو کہ تاجدار
سب کے لئے خلوص میں یکساں ہیں مصطفٰے

کوئی کلیمِ حق ہے، خلیلِ خدا کوئی
محبوبیت میں سب سے نمایاں ہیں مصطفٰے

اِک اک ادا ہے آپ کی آیاتِ بیّنات
جس زاویے سے دیکھئے قرآں ہیں مصطفٰے

جبریلِ جن کے سامنے مورِ ضعیف ہے
صلِّ علےٰ وہ فخرِ سلیماں ہیں مصطفٰے

گردش میں جس کے گرد ہے پرکارِ کائنات
وہ ایک خاص مرکزِ دوراں ہیں مصطفٰے

اخترؔ ہے شغلِ نعت عبادت مرے لئے
میری کتابِ فکر کے عنواں ہیں مصطفٰے

(صلی اللہ علیک یا رسول اللہ)

سید المرسلیں ہے ترا مرتبہ ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

مجھ سے کیا ہو سکے تیری مدح و ثنا یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

مُلکِ تو فرش تا اوجِ عرشِ عُلی یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

برسرت تاجِ سلطانیٔ ہل اتٰی ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

ہیں نجی و مسیح و کلیم و خلیل ، آپ کی ذاتِ اجمل کا عکسِ جمیل

آپ سر تا پا مطلق جمالِ خدا ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

آپ کے عارضِ پاک صلِّ علیٰ ایک و الشمس ہے دوسرا والضحیٰ

برقِ نوری صفت ، طورِ طٰہٰ نما ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

آپ کی مِلک ہیں آسمان و زمیں ، آپ ہیں نائبِ احکم الحاکمیں

جس کو جو کچھ ملا آپ ہی سے ملا ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

لیلۃ القدر ہر موئے زلفِ دوتا مطلع الفجر رخسار کی ہر ضیا

حُسن کی جان ہیں آپ سر تا بہ پا ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

قصّۂ طور و معراج کیا خوب ہے ، دوست ہے دوست ، محبوب محبوب ہے

وہ کلیمِ خدا ، تم حبیبِ خدا ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

زلفِ مشکیں تری ابرِ لَا تَقْنَطُوا ، تیرے ابرُو ہیں قوسین کی آبرو

چشمِ ما زاغ ، تابِ نظر ما طغٰے ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

تا بہ حدِّ نظر نور ہی نور ہے ، ہر کلی مست ہر پھول مخمور ہے

وجد میں گنگناتی ہے بادِ صبا ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

تجھ سے ہے چاند تاروں میں تابندگی، زندگی میں ترے غم سے ہے زندگی

یعنی جاں آفریں ہے تری ہر ادا ، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

مضطرب بارِ افکار سے روح ہے، قلب تیرِ حوادث سے مجروح ہے

اِک نظر جانبِ اخترِ بے نوا، یا نبی مصطفٰے یا نبی مصطفٰے

(صلے اللہ علیک یا رسول اللہ)

۵

نازک یہ بھنویں اُن کی، عارض پہ یہ خال اُنکا — مصروفِ تلاوت ہے کعبہ میں بلال اُن کا

بے مثل ہیں، یکتا ہیں، ہمسر ہے محال اُن کا — اللہ رے حسن اُنکا، اللہ رے جمال اُن کا

ہے عرش دو دنی زینہ، ہے قربِ خدا منزل — یہ رفعتِ شاں ان کی ، یہ اوجِ کمال اُن کا

محرابِ حرم جس کی تعظیم کو جھکتی ہے — اللہ رے ابروئے قوسین مثال اُن کا

پھر میری شبِ غم کی تقدیر چمک اُٹھی — پھر دل میں ضیا افگن ہے حسنِ خیال اُن کا

جو بھیک چلے لے کر تیرے درِ والا سے — خالی ہی نہیں دیکھا پھر دستِ سوال ان کا

وابستۂ دامانِ سرکار جو ہیں اختر

آئینۂ مستقبل ہے ماضی و حال ان کا

۶

نزدل عرشِ معلٰی سے ہے بہاروں کا — پھر آج سوئے حرم رُخ ہے بادہ خواروں کا

کہاں نباہ ہے ہم آفتوں کے ماروں کا — درِ حضور سہارا ہے بے سہاروں کا

فضول ذکر ہے فردوس کی بہاروں کا
نظر نواز ہے جلوہ عرب کے خاروں کا

ہیں سجدہ ریز حبیبِ خدا کے کوچے میں
دماغ عرشِ بریں پر ہے خاکساروں کا

یہی اِک آس حضوری کا اب سہارا ہے
کہ تم نے دل نہیں توڑا امیدواروں کا

ہیں زیرِ سایۂ زلفِ حبیب محشر میں
کوئی یہ اوج تو دیکھے سیاہ کاروں کا

خود اپنے دستِ کرم سے پلا رہے ہیں حضور
اِک ازدحام ہے کوثر پہ مے گساروں کا

کچھ ایسی شانِ کرم حشر میں تھی آقا کی
نظر اٹھی تو بھلا ہو گیا ہزاروں کا

رضاؔ کا لطف و کرم کیوں نہ تجھ پہ ہو اخترؔ
کہ تو غلام ہے خادم ہے چار یاروں کا

ہر گوشہ شہِ دیں کی ردائے یمنی کا
اِک ظلِّ حسیں ہے کرمِ ذوالمنّنی کا

عرفاں تو نہیں ہے مجھے شیریں سخنی کا
مدّاح ہوں لیکن میں رسولِ مدنی کا

مدّاح ہوں دندانِ اویسِ قرنی کا
سرکار! کہاں منہ ہے یہ دُرِّ عدنی کا

کانٹے بھی ہیں صحرائے عرب کے متبسّم
اعجاز ہے یہ تیری شگفتہ دہنی کا

اے رہروِ ہستی! وہ مدینے کی ہے منزل
جس راہ میں احساس نہیں پاشکنی کا

ہے طُرفہ خنک سوزِ فراقِ نبوی بھی
یارو عجب عالم ہے دلِ سوختنی کا

حل کر دیا تم نے شبِ معراج یہ عقدہ
جلوہ نہیں محتاج سوالِ اَرِنی کا

میں نعتِ نبی روز نئی کہتا ہوں اخترؔ
ملتا ہے صلہ مجھ کو میری نغمہ زنی کا

۸

روشن نہ ہو کیوں منزلِ تقدیرِ تمنّا — ہیں آپ چراغِ رہِ تدبیرِ تمنّا
آزاد ہے ہر فکر سے اے گیسوؤں والے — تیرا جو ہوا بستۂ زنجیرِ تمنّا
اب دردہ برکھتے مری غربت کا بھرم کیا — گھر بیٹھے عطا کی مجھے جاگیرِ تمنّا
یا دَر پہ بُلا لیجئے سرکارِ دو عالم — یا مجھ کو بنا دیجئے تصویرِ تمنّا
ہو آپ سے جس خوابِ تمنّا کا تعلّق — وہ خواب حقیقت میں ہے تعبیرِ تمنّا
طیبہ ہی میں رہوارِ تمنّا نے لیا دَم — گو لاکھ ہوئی یاس عناگیرِ تمنّا
آرام دہِ جاں ہے یہ اے جانِ مسیحا — دل میں مرے پیوست رہے تیرِ تمنّا
آسودہ ہے ظلِّ کرمِ سرورِ دیں میں — بیدار بھی ہو جائے گی تقدیرِ تمنّا
ظلمتکدۂ یاس میں ہے تجھ سے اُجالا — اے مہرِ عرب، مرکزِ تنویرِ تمنّا
آراستۂ نعت ہے قرطاسِ عقیدت — اللہ غنی شوخیٔ تحریرِ تمنّا

اختر وہ درِ جانِ تمنّا نظر آیا
تم اب تو ہوئے قائلِ تاثیرِ تمنّا

۹

ہے تشنۂ تکمیل مدینے کی تمنّا — اے موت ابھی اور ہے جینے کی تمنّا
بس ایک تمنّا ہے قرینے کی تمنّا — وہ صرف تمنّا ہے مدینے کی تمنّا
اللہ غنی رفعتِ ایوانِ محمّد — ہے عرشِ الٰہی کو بھی زینے کی تمنّا
دو بُوند ملے ساغرِ مازاغ سے ساقی — بس اور نہیں کچھ مجھے پینے کی تمنّا

قسمت سے مِلا آمنہ کا لعلِ رخشاں — مجھی مُہرِ رسالت کو نگینے کی تمنّا
دیکھا کہ ہیں سرکارِ عرب ساقیٔ کوثر — رِندوں کو ہوئی اور بھی پینے کی تمنّا
صد پارہ ہوں یوں دامنِ دل ہجر نبی میں — ہو "بخیہ گرِ وصل" کو سینے کی تمنّا
ہے تشنہ دہن آج لبِ چشمۂ رحمت — لائی ہے کہاں کھینچ کے پینے کی تمنّا

ہم خوب سمجھتے ہیں تمنّا تری اخترؔ
مرکز تجھے طیبہ میں ہے جینے کی تمنّا

۱۰

درِ حضور تجلّی وقار کیا کہنا — نشانِ عظمتِ پروردگار کیا کہنا
فراقِ شہ میں ہے دل خلد زار کیا کہنا — ہے داغ داغ چمن در کنار کیا کہنا
نبی کی یاد! میں تیرے نثار کیا کہنا — نفس نفس ہے دلِ بیقرار کیا کہنا
خیالِ زلف و رُخِ نور بار کیا کہنا — رہیں یہی مرے لیل و نہار کیا کہنا
سرورِ بادۂ رحمت میں غرق ہے ہستی — شرابِ عشقِ نبی کا خمار کیا کہنا
خدا نے دردِ فراقِ نبی کی صورت میں — مجھے دیا ہے مجسّم قرار کیا کہنا
پیامِ رحمت و بخشش ہے ہر اشارے میں — نگاہِ شافعِ روزِ شمار کیا کہنا
فرشتے بہرِ سلامی ہیں صف بہ صف حاضر — درِ حضور ہے عرش اقتدار کیا کہنا

حضورِ احمدِ مختار سر نہادہ ہے
وقارِ اخترِ گردوں وقار کیا کہنا

۱۱

عکسِ جمالِ ذات نہ دیکھا ترے سوا
مظہرِ خدا کا ہم نے نہ پایا ترے سوا

کیا مانگے تجھ سے یہ ترا منگتا ترے سوا
دل میں نہیں ہے کوئی تمنا ترے سوا

کس کی جبینِ عرش میں یہ آب و تاب ہے
ہے کس کا ثبت نقشِ کفِ پا ترے سوا

کعبہ کو جس نے قبلۂ عالم بنا دیا
تھی کس کی چشمِ ناز وہ شاہا ترے سوا

کس کی رضا ہے مرضیٔ خالق سے ہمکنار
ہے کس کے سر پہ تاجِ فترضیٰ ترے سوا

یہ سیلِ حسن و نور، یہ طوفانِ رنگ و بو
ہے کون جلوہ گر پسِ پردا ترے سوا

دنیا ہزار حسن دکھاتی رہی مگر
تیرا جو تھا کسی کو نہ چاہا ترے سوا

پیشِ نظر ہے آیۂ اَتْمَمْتُ نِعْمَتِیْ
ہے دین کون؟ کون ہے دنیا ترے سوا

پوری ہو اب تو اخترِ بیکس کی آرزو
کس سے کہے یہ سرورِ والا ترے سوا

۱۲

کس قدر حسیں ہم نے مطمحِ نظر پایا
جس طرف نظر اٹھی تم کو جلوہ گر پایا

یادِ زلف و عارض کا لطف رات بھر پایا
بخت کے اندھیرے میں نور تا سحر پایا

اِک مقامِ رفعت ہے خاص ہر پیمبر کا
ہے بلند تر سب سے آپ کا مگر پایا

آگ اور پانی کا ارتباط تو دیکھو
شمعِ دل کی جب بھڑکی آنکھ کو بھی تر پایا

سرزمینِ کعبہ پر سر جہاں جہاں رکھا
تیری خاکِ پا پائی، تیرا سنگِ در پایا

ہے وجودِ باری پر ذاتِ شاہِ والا کا
معتبر دلائل میں معتبر پایا

دردِ دل نے اُٹھ اُٹھ کر اپنی ہی بلائیں لیں
جب طبیبِ طیبہ کو اپنا چارہ گر پایا

ھَلْ اَتٰی ترا رتبہ، قربِ حق تری منزل
عرش سر بسجدہ ہے تیرا دیکھ کر پایا

دور رہ کے آقا سے کیا مزہ ہے جینے کا
اب تو ایسے جینے سے یہ غلام بھر پایا

اور دیکھتے جلوے اُن کی شانِ رحمت کے
کیا کریں قیامت کا دن ہی مختصر پایا

مدحتِ شہِ دیں کا یہ صلہ ہے اے اختؔر
فیضِ کعب و حسّان کا نعت میں اثر پایا

۱۳

جب محمّد کا لب پہ نام آیا
رحمتوں نے نزول فرمایا

تو نے کیسا نصیب ہے پایا
اے حلیمہ! رسول کی دایا

لاکھ "بادِ سمومِ کفر" چلی
تیرا چہرہ کبھی نہ سنولایا

اے سرتا بہ پا سراجِ منیر
تو نے تاریکیوں کو چمکایا

تا ابد تیری چاندنی نہ ڈھلی
ماہِ حق! تو کبھی نہ گہنایا

عشق، اور عشق بھی محمّد کا
جنس، اور جنس بھی گرانمایا

آپ خود سایۂ الٰہی ہیں
کس طرح آپ کا ہو پھر سایا

جب مقدّر ہوئی ازل میں حیات
میں نے نعتِ نبی کو اپنایا

دل میں یادِ نبی رہے اختؔر
ہے یہی زندگی کا سرمایہ

۱۴

ہیں دو عالم زیرِ فرمانِ حبیبِ کبریا
اے تعالی اللہ یہ شانِ حبیبِ کبریا

حشر میں زیرِ لواء الحمد ہیں وقفِ جمال
ہے یہ اعزازِ غلامانِ حبیبِ کبریا

لو گنہگارو! وہ برسی رحمتِ حق کی بھرن
لو وہ اُٹھا ابرِ بارانِ حبیبِ کبریا

ہیں بہشتِ حُسن گل بوٹے مدینے کے تمام
خلد بر کف ہے گلستانِ حبیبِ کبریا

عقلِ انساں گم، ملک ناواقفِ اوجِ حضور
ہے خدا خود مرتبہ دانِ حبیبِ کبریا

ہاتھ خالی، دل غنی، کون و مکاں پر اقتدار
دیکھنا یہ ساز و سامانِ حبیبِ کبریا

لوگ جاتے ہوں گے خالی ہاتھ دنیا سے مگر
میرے ہاتھوں میں ہے دامانِ حبیبِ کبریا

حشر کا دن عیدِ دیدارِ رفعتِ سرکار ہے
کیجئے نظارہ شانِ حبیبِ کبریا

طُور کا منظر نگاہوں میں ہے اخترؔ صبح و شام
جلوہ گر ہے دل میں ارمانِ حبیبِ کبریا

۱۵

پا شکستہ تا درِ خیر الانام آ ہی گیا
چلتے چلتے ہاتھ اس کو یہ مقام آ ہی گیا

صاحبِ وَالفجر کی زلفِ معنبر دیکھ کر
عقل میں حسنِ نظامِ صبح و شام آ ہی گیا

آپ کی اس رحمۃٌ للعالمینی کے نثار
مجھ سے بد کا بھی نکو کاروں میں نام آ ہی گیا

جوشِ وحشت باادب، شوقِ زیارت ہوشیار
ہیں جہاں ساجد فرشتے وہ مقام آ ہی گیا

جان دے کر یوسفِ قوسین کی رفتار پر
کچھ نسیمِ صبح کو طرزِ خرام آ ہی گیا

اب تخیّل کو حقیقت سے بدل سکتے ہیں آپ
بابِ رحمت پر بہر صورت غلام آ ہی گیا

بٹ رہی ہے چشمِ رحمت سے مئے لَاتَقْنَطُوْا　　محفلِ محشر میں ہم تک دورِ جام آ ہی گیا

ہم نے مانا وہ نمازِ پنجگانہ ہی سہی　　آ گیا منکر کے لب پر بھی سلام آ ہی گیا

میں ہوا اختر ضیاء القادری کا جانشیں

میرا شغلِ نعت گوئی میرے کام آ ہی گیا

۱۶

ہر تڑپ پر روضۂ پُر نور ہے دل کے قریب

دردِ فرقت میں بہ ہر پہلو ہُوں منزل کے قریب

ناخدا تم ہو تو پھر طوفانِ محشر ہی سہی

ہم بہر صورت پہنچ جائیں گے منزل کے قریب

نزدِ سرکارِ دو عالم ہے صحابہ کا ہجوم

کیا بھلے لگتے ہیں تارے ماہِ کامل کے قریب

دیکھتے ہی گنبدِ خضریٰ کو آ جائے اَجل

کشتیٔ عمرِ رواں ہو غرق ساحل کے قریب

پاسباں ہیں صاحبِ لَاتَقْنَطُوا کی رحمتیں

نا اُمیدی آ نہیں سکتی کبھی دل کے قریب

لِیْ مَعَ اللہ بزمِ محبوب و مُحب کی بزم ہے

دوسرے کا کب گزر اس خاص محفل کے قریب

چودھویں کی شب ہیں مصروفِ تلاوت ہیں بلال

کتنا روشن دائرہ عارض پہ ہے تِل کے قریب

جاں یہ شمعِ آرزو میں کس نے اختؔر ڈال دی
اختتامِ قصۂ مہجوریٔ دل کے قریب

(۱۷)

رب کا محبوب بشر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ
نور ہی نور مگر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

وجہِ تزئینِ نظر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ
رنگ و حسنِ گلِ تر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

رشکِ خورشید و قمر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ
رونقِ شام و سحر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

سرورِ خشک ہے تر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ
مالکِ بحر ہے بر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

ہر نظر کس کی ہے تسکین اثر ؟ آپ کی ہے
چارۂ دردِ جگر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

کون ہے نافعِ مخلوق ؟ فقط آپ حضور
دافعِ فتنہ و شر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

جس کو اللہ تعالےٰ نے کہا نور و سراج
وہ بالفاظِ دگر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

آپ کی مدح مری جاں ہے ، مرا ایماں ہے
مری دولت ، مرا زر ہے بخدا کون ؟ کہ آپ

آپ کی سمت فقط اٹھتی ہے اختؔر کی نظر
یعنی "مقصودِ نظر" ہے بخدا کون؟ کہ آپ

(۱۸)

یوں ہوئی یادِ رخِ محبوب مہمانِ حیات
آنسو آنسو بن گیا شمعِ فروزانِ حیات

میری جانب بھی بہ شانِ لطف اے جانِ حیات
وہ نگاہیں جو بدل دیتی ہیں عنوانِ حیات

کر دیا پُر گوہرِ مقصد سے دامانِ حیات
یا نبی تم بن کر آئے ابرِ نیسانِ حیات

تم نے آکر سوزنِ رحمت سے کی بخیہ گری
پارہ پارہ ہو چکا تھا ورنہ دامانِ حیات

زندگی کے آپ نے سمجھائے اسرار و رموز
آپ سے پہلے کسے حاصل تھا عرفانِ حیات

تم نے قیدِ جہل سے بخشی نجاتِ دائمی
ہر نفس تھا خلق کو زنجیرِ زندانِ حیات

اُن کی دُھن، ان کی لگن، ان کی تمنّا، ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات

تیرے صدقے اے بہارِ فرقتِ کوئے حبیب
ہے پھلا پھولا، شگفتہ رکھے گلستانِ حیات

شائۂ اخلاق سے تم نے سنوارے پیچ و خم
ورنہ تھی اُلجھی ہوئی زلفِ پریشانِ حیات

اے دیارِ مصطفٰے میں مرنے والے خوش نصیب
کس حسیں انداز سے بدلا ہے عنوانِ حیات

موت آئے اُن سنہری جالیوں کے سامنے
بس یہی لے دے کے اب اخترؔ ہے ارمانِ حیات

19

ہُوں شرمسارِ فرد مائیگی پہ جانِ حیات
حضورِ نذر کو لایا ہوں ارمغانِ حیات

یہیں سے مردہ دلوں کو ملا نشانِ حیات
ہے ذرّہ ذرّہ مدینے کا آستانِ حیات

ہزار جان تصدّق شہیدِ ہجرِ حبیب
ہے تیری رگ میں پوشیدہ کل جہانِ حیات

یونہی چھلکتے رہیں چشمِ تر کے پیمانے
نہ کم ہو تشنگیٔ شوقِ دیدِ جانِ حیات

ہر اِک سانس ہے مظہر تمہاری رحمت کا
کہاں یہ شانِ کرم اور کہاں زبانِ حیات

تمہاری ذاتِ مجسّم دلیلِ ہستی ہے
تمہارا نام حقیقت میں ہے نشانِ حیات

مسیحِ کعبہ و بطحا کے مرنے والوں پر
قسم خدا کی اَجل کو بھی ہے گمانِ حیات

خود آشنا و خدا آشنا نہ ہم ہوتے
نہ ہوتی ذاتِ گرامی جو درمیانِ حیات

ضرور لائیں گے تشریف صاحبِ معراج
بنے گی قبر ہماری بھی لامکانِ حیات

کچھ اور تیز قدم اضطرابِ جذبۂ شوق
رُکے دیارِ مدینہ یہ کاروانِ حیات

بس ایک حدِ تنفّس ہے درمیاں اخترؔ
ذرا بھی دور نہیں آستانِ جانِ حیات

۲۰

ہے صبحِ ازل تابشِ رخسارِ محمّد
ہے شامِ ابد گیسوئے خمدارِ محمّد

کر اتنا کرم حسرتِ دیدارِ محمّد
دنیا مجھے کہنے لگے بیمارِ محمّد

ہیں فرش سے تا عرشِ بریں جس کی ضیائیں
اللہ رے آئینۂ رخسارِ محمّد

ہے قربِ خدا سرورِ عالم کی غلامی
محبوبِ خدا کا ہے طلبگارِ محمّد

دیتا ہے خدا ان کو، یہ دیتے ہیں جہاں کو
دنیا ہے حقیقت میں نمک خوارِ محمّد

رضواں! مری جنت تو یہی ظلِّ خدا ہے
رہنے دے تہِ زلفِ کرم بارِ محمّد

صدقے ترے تو نے مری ہر پیاس بجھائی
اے تشنگیٔ جلوۂ رخسارِ محمّد

دراصل کشش ہے یہ فقط ارضِ حرم کی
لے آیا تخیّل سرِ دربارِ محمّد

سرمایۂ ایمان ہے جھولی میں گدا کی
جنت کا خریدار ہے نادارِ محمّد

صرف ایک مقامِ احدیّت کے علاوہ
ہر رتبۂ عالی ہے سزاوارِ محمّد

اخترؔ یہ فقط فیضِ رضاؔ، لطفِ ضیاؔ ہے
ہر شعر میں ہے رنگِ چمن زارِ محمّد

(صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

۲۱

یوسفِ حسنِ عینِ ذات صلِّ علیٰ محمّدٍ
شمعِ تجلّیٔ صفات صلِّ علیٰ محمّدٍ

مہرِ منیرِ برجِ ذات صلِّ علیٰ محمّدٍ
آئینۂ تجلیات صلِّ علیٰ محمّدٍ

وجہِ وجودِ کائنات صلِّ علیٰ محمّدٍ
روحِ مدارجِ حیات صلِّ علیٰ محمّدٍ

بابِ کرم درِ نجات صلِّ علیٰ محمدٍ　　آپ کی چشمِ التفات صلِّ علیٰ محمدٍ

آپ سے شانِ کائنات، آپ ہیں جانِ کائنات　　آپ ہیں رشتۂ حیات صلِّ علیٰ محمدٍ

صبحِ نجات طلعتِ عارضِ تابناک ہے　　زلف ہے شامِ التفات صلِّ علیٰ محمدٍ

جلوۂ روئے پُرضیا مژدۂ روزِ عید ہے　　عکسِ جبیں ہے چاند رات صلِّ علیٰ محمدٍ

اخترِ بادہ کش کو دے جرعۂ بادۂ طہور
شہد ملب ہے بات بات صلِّ علیٰ محمدٍ
(صلّی اللہ علیک یا رسول اللہ)

۲۲

من کہ گدائے تنگدست صلِّ علیٰ محمدٍ　　توشۂ رہ ہفت کشور است صلِّ علیٰ محمدٍ

ساقیٔ میکدہ بدست صلِّ علیٰ محمدٍ　　جنبشِ یک نگاہ مست صلِّ علیٰ محمدٍ

نقطۂ عالمِ وجود، دائرہ سازِ رازِ بود　　عقدہ کشائے سرِّ ہست صلِّ علیٰ محمدٍ

وجہِ ظہورِ کن فکاں، نورِ منیرِ لامکاں　　مشعلِ محفلِ الست صلِّ علیٰ محمدٍ

مظہرِ ذاتِ کبریا، عینِ جمالِ حق نما　　حاصلِ ہر کشود و بست صلِّ علیٰ محمدٍ

انس و ملک بصد ادب، سر بسجود بر درت　　زیرِ قدم بلند و پست صلِّ علیٰ محمدٍ

کہفِ خراب و خستگاں، چارۂ دل شکستگاں　　بندہ نواز و حرمت پرست صلِّ علیٰ محمدٍ

بر تو فدا ہزار جاں، قبلۂ جانِ عاشقاں　　کعبۂ ہر خدا پرست صلِّ علیٰ محمدٍ

چشمِ حیات آفریں، جانبِ اخترِ حزیں
قلب نزارِ غم شکست صلِّ علیٰ محمدٍ

۲۳

ہشیار باش اے نگہِ مصطفٰے پسند
تو اور سوالِ دید "جمالِ خدا پسند"

باغِ جناں، نہ گلشنِ فردوس ناپسند
لیکن مجھے ہے کوئے نبی کی فضا پسند

پایا جہاں سے اس نے خطابِ خدا پسند
جس کو مرے حضور نے فرما لیا پسند

کلیوں کا زمزمہ نہ گلوں کی نوا پسند
ہے گوشِ دل کو نغمۂ سازِ بلیٰ پسند

تاروں کو شکل دی ترے دندانِ پاک کی
حق کو ہیں کس قدر یہ دُرِ بے بہا پسند

بسترِ چٹائی، دوش پہ کمبل، غذا کھجور
اے تاجدار! یہ تری شانِ گدا پسند

ہے ربطِ اضطرابِ فراقِ حبیب سے
مجھ کو تو ہے مرا دلِ دردآشنا پسند

آئینہ قدرتی ہے رُخِ نازِ شاہ کا
کعبہ نشانِ حُسن ادائے خدا پسند

اخترِ ازل سے حلقہ بگوشِ حضور ہوں
قسمت سے آگیا درِ حامدؔ رضا پسند

۲۴

بہشتِ کوچۂ نظر ہے بہارِ نظر
ترے نثار میں اے شوق بیقرارِ نظر

تلاشِ جلوۂ نظر ہے شعارِ نظر
ہر اعتبار سے اونچا ہے اعتبارِ نظر

نگاہِ خاطرِ مضطر نواز کے صدقے
مری طرف بھی اشارہ ہو اے قرارِ نظر

تری تلاش ہے اے رونقِ دیارِ حبیب
ترے بغیر ہے اُجڑا ہوا دیارِ نظر

بہارِ گلشنِ طیبہ بسی ہے آنکھوں میں
ہے رشکِ ہشتِ بہشتِ بریں کنارِ نظر

ترا جمالِ شب و صبح تابناکِ حیات
ترا خیال مہ و مہرِ نور بارِ نظر

اٹھی تو آپ کے دستِ کرم کی ہمت اٹھی — ہے کتنا محکم و مضبوط اختیارِ نظر

ہجومِ نور کا عالم ہے صبحِ شامِ فراق — شعاعِ مہرِ مدینہ میں گم ہے تارِ نظر

وہ بس رہے ہیں نظر میں زہے نصیب اختؔر

یہ سرزمینِ مدینہ ہے یا دیارِ نظر

۲۵

کلسِ گنبدِ خضریٰ ہے مہِ عیدِ نظر — آج نکلا ہے کہیں حوصلۂ دیدِ نظر

ترے ذرّات کو حاصل ہے شعورِ جلوہ — ہم بھی ہیں خاکِ عرب طالبِ تجدیدِ نظر

تابِ نظارہ پہ ہے آیۂ مَازَاغَ گواہ — تا نہ اے صاحبِ معراج ہو تردیدِ نظر

ختم ہوتا ہے جو بابِ کرم آقا پر — کتنا پاکیزہ ہے افسانۂ امیدِ نظر

بارِ جلوہ نہ ہو زنہار تری بے تابی — شوقِ نظارہ سے ہر بار ہے تاکیدِ نظر

قصۂ ہجر کا آغاز ابھی باقی ہے — اشکِ حسرت تو ہیں منجملۂ تمہیدِ نظر

اللہ اللہ رے خورشیدِ شفاعت کا طلوع — بن گئی صبحِ قیامت سحرِ عیدِ نظر

دامنِ رحمتِ حق ہے سرِ عالم پہ دراز — ہے گھنی چھاؤں تری دھوپ بھی خورشیدِ نظر

عیدِ نظارۂ وحدت ہوئی آنکھوں کو نصیب — ہے ضیا بارِ حرا سے مہِ توحیدِ نظر

روضۂ مہرِ دنیٰ پیشِ نظر ہے اختؔر

آج کس بُرج میں تابندہ ہے ناہیدِ نظر

۲۶

اللہ اللہ رے اعجازِ کفِ پائے حضور
بن گئی قبر مری عرشِ معلّائے حضور

آپ کی چشمِ کرم لطف جو فرمائے حضور
مجھ کو گھر بیٹھے مدینہ نظر آجائے حضور

آج ہر موج میں ہیں بخشش و رحمت کے گہر
عاصیو! جوش پہ ہے حشر میں دریائے حضور

آپ ہیں حامد و محمود و محمّد احمد
کتنے پاکیزہ ہیں اللہ رے اسمائے حضور

قابَ قوسین تو اِک حد مرے ادراک کی ہے
ورنہ اس حد سے بھی آگے ہے کہیں جائے حضور

آپ سے پائی ہے معراج نے معراجِ کمال
منزلِ اوج ہے ممنونِ کفِ پائے حضور

بے زر و پَر کو بھی طیبہ کی زیارت ہو جائے
ہو اگر مائلِ اعجازِ تمنّائے حضور

ہر نَفَس آپ کے اِک شمعِ کرم کا پَرتَو
موجزن زیست کی رَگ رَگ میں ہے دریائے حضور

نعت ہی کے لئے پائی ہے زباں اخترؔ نے
آپ کے گیت شب و روز نہ کیوں گائے حضور

۲۷

مجرم ہیں شہا! دے گا ہمیں کون اماں اور
برگشتہ نصیبوں کا ٹھکانہ ہے کہاں اور

زاہد! تری دنیا ہے الگ میرا جہاں اور
جنت کا سماں اور ہے طیبہ کا سماں اور

گو پردۂ کثرت رُخِ روشن پہ ہے لیکن
وحدت کی تجلّی ہوئی جاتی ہے عیاں اور

سجدے ہیں میسّر جنہیں طیبہ کی زمیں پر
اُن عشق کے بندوں کی جبیں کا ہے نشاں اور

اے دامنِ محبوبِ مدینہ ترے صدقے
ملتی نہ قیامت میں کہیں ہم کو اماں اور

گو دِل کو سکوں، حجرِ مدینہ میں ہے لیکن　　جل بجھتی ہے جب شمع تو اٹھتا ہے دھواں اور

ہے بزمِ سخن کیف میں ڈوبی ہوئی اختؔر
اِک نعت پھڑکتی ہوئی اے زمزمہ خواں اور

۲۸

سودائے عشق سرورِ دیں یوں ہو سرفراز　　میرا سرِ نیاز ہو دیوار و در نواز

ہر آہ پر ہے گنبدِ خضریٰ نظر نواز　　اے اضطرابِ دید یونہی عمر بھر نواز

ہر صبح ان کے شہر کی شامِ بہشت ہے　　ہر رات ہے دیارِ نبی کی سحر نواز

کعبہ کسی کا عرشِ بریں ہے کسی کا نام　　ہیں اِس قدر کچھ ان کے قدم رہگذر نواز

اے نامِ مصطفےٰ تری عظمت کے میں نثار　　تیرے طفیل میری دعا ہے اثر نواز

دنیا کو کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا　　ہوتے جو تم نہ یوں پسِ پردہ نظر نواز

اختؔر مدام اُن پہ درود و سلام ہو
جن کے فراق کی ہے خلش بھی جگر نواز

۲۹

دل ہے محوِ خیالِ قبلۂ ناز　　اللہ اللہ عاشقوں کی نماز

نازنینِ خدا، سراپا ناز　　ہر ادا تیری "قدرتی اعجاز"

مظہرِ ذات و نورِ دل افروز　　آپ آئینہ، آپ آئینہ ساز

جدّ و جہدِ حیات، کوئے حبیب　　تا دیارِ نبی مری تگ و تاز

اصل آئینۂ حقیقت آپ　　آپ کی ذات عینِ حسنِ مجاز

تو نے لاکھوں کو زندگی بخشی　　اے مدینے کی موت! عمر دراز

گرمیٔ حسن یک نگاہِ خلوص ہر دلِ سنگ جس سے شمعِ گداز
اَوج ایسا کہ عرش زیرِ قدم ہیں گدا ہم نشیں، یہ شانِ نیاز
ہر ادا آپ کی خدا بھاتی حق پسند آپ کا ہر اک انداز
آپ دانائے راز و راز کُشا آپ سر تا پا راز و پردۂ راز

پینے والے پئیں مئے کوثر ہم تو ہیں خوگرِ شرابِ حجاز
چھیڑیئے نغمۂ سرِ فاراں ذرہ ذرہ ہے گوش بہ آواز

بر" ادب گاہ " آمدہ اختؔر
سوئے من یک نگاہ، بندہ نواز

(۳۰)

مرحبا صلِّ علیٰ عزمِ کلیمانۂ دل ہے حبیبی اَدرِنی نعرۂ مستانۂ دل
نغمۂ درد ہے یا قصّۂ جانانۂ دل مطلعِ نعت ہے یا سرخیٔ افسانۂ دل
رُخ ہے کعبہ کی طرف ہاتھ مدینے کیطرف کتنا شاہانہ اندازِ گدایانۂ دل
شانۂ پنجۂ قدرت سے سنورنے والے گیسوئے نور کہاں؟ اور کہاں شانۂ دل
یادِ کعبہ کے فدا، حسرتِ طیبہ کے نثار آج مکّہ بھی، مدینہ بھی کاشانۂ دل
داغِ ہجرِ مدنی چاند تری عمر دراز جگمگاتا ہی رہے تجھ سے نبی خانۂ دل

بادۂ عشقِ محمّد سے ہے لبریز مگر
کبھی چھلکا نہیں اختؔر مرا پیمانۂ دل

سلطانِ رسل سے تا بہ خدا ، اللہ سے تا سلطانِ رسل
ایسی بھی ہے منزل صرف جہاں اللہ ہے یا سلطانِ رسل
لو وہ لبِ کوثر آ پہنچے اے صلِّ علیٰ سلطانِ رسل
وہ دوڑ پڑے رندانِ حرم کہتے ہوئے یا سلطانِ رسل
کونین کے ذرّے ذرے میں ہے نور کا عالم کیا کہنا
ہیں یوسفِ بزمِ کن فیکون تو شاہِ دنیٰ سلطانِ رسل
مانا کہ خلیل اللہ بھی ہیں ، نبیوں میں کلیم اللہ بھی ہیں
ہیں آپ مگر اے صلِّ علیٰ محبوبِ خدا سلطانِ رسل
وہ جھوم کے برسیں رحمت کی گھنگور گھٹائیں محشر میں
وہ دوش پہ آئے کھولے ہوئے گیسوئے دوتا سلطانِ رسل
یہ نقطۂ سرِّ وحدت ہیں ، یہ مرکزِ دورِ کثرت ہیں
خالق ہے جہاں موجود ، وہاں ہیں جلوہ نما سلطانِ رسل
کس طرح سکوں پائیگا جنوں ، دیوانوں کا عالم کیا ہوگا
جنت میں اگر پائی نہ ترے کوچے کی ہوا سلطانِ رسل
واللہ تمہاری ذات سے ہے تابندہ چراغِ لم یزلی
اے ماہِ مبیں ! اے آئینۂ اللہ نما سلطانِ رسل
فیضانِ ضیا سے اختر کا دل طورِ جمالِ نعت رہے
تا دیر تجلی پاش رہیں انوارِ ضیا سلطانِ رسل

---

(۳۲)

زندگی ہم کو ملی سرورِ ذیشاں کے طفیل
یہ بہاریں ہیں اسی جانِ بہاراں کے طفیل

پھول ہنستے ہیں تمہارے لبِ خنداں کے طفیل
جگمگاتے ہیں ستارے درِ دنداں کے طفیل

شب مہک بار ہے زلفِ شہِ دوراں کے طفیل
مہر در کف ہے سحر، عارضِ تاباں کے طفیل

آپ کی ذات ہُوَ اللہُ اَحَد کی ہے دلیل
رب کا عرفان ہوا آپ کے عرفاں کے طفیل

بقعۂ نور ہے ہر گوشۂ ایوانِ حیات
بدر کے چاند ترے روئے درخشاں کے طفیل

نامِ نامی ہے سرِ لوحِ کتابِ ہستی
زندگی ہوگئی انمول اِسی عنواں کے طفیل

نہیں شکوہ مجھے اب بے سروسامانی کا
بخدا تری تمنّا، ترے ارماں کے طفیل

صدقے ہو کہ تری زلفوں پہ برستی ہے گھٹا
ابر اٹھتا ہے ترے سایۂ داماں کے طفیل

شاعرِ بزمِ رسالت ہے خطابِ اختر
یہ اُسے اَوجِ ملا حضرتِ حسّاں کے طفیل

(۳۳)

اے خدا کے حبیب عرش مقام
تم پہ بے انتہا درود و سلام

تیرا دَر مامنِ خواص و عوام
سایۂ لطفِ حق، پناہِ انام

آمدِ سید الرسل کے طفیل
پیر کا دن ہے سید الایّام

المدد شوقِ دیدارِ ارضِ حرم
ہم بھی نکلے ہیں باندھ کر احرام

صاحبِ سیرِ منزلِ اَسریٰ
تیرے تابع ہے گردشِ ایّام

موت آئی جنہیں مدینے میں
مل گئی اُن کو زندگیٔ دوام

ہیں جو زلف و رُخِ نبی پہ نثار
کتنے رنگیں ہیں اُن کے صبح و شام

اے ھُوَ الاَوّلُ وَھُوَ الآخِر تو ہی آغاز ہے تو ہی انجام

وہ مدینہ ہو یاد یارِ حرم
سجدہ ریزی سے رکھئے آخر کام

(۳۴)

دل ہے نثارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم !

عاشقِ زارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

ارضِ حرم سے عرشِ علیٰ تک، عرشِ علیٰ سے قصرِ دنیٰ تک

راہ گزارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

مصحفِ حق کی آیت آیت ، مصحفِ حق کا نقطہ نقطہ

نقش و نگارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

باغِ جناں سے باغِ جہاں تک، باغِ جہاں سے گلشنِ جاں تک

فیض بہارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

ماہِ منیرِ شامِ غریباں ، نیّرِ صبحِ تیرہ نصیباں

لیل و نہارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

خُلق و محبت، رحمت و رأفت ، مہر و مروت، لطف و عنایت

حُسنِ شعارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

غازۂ روئے مہرِ درخشاں، سرمۂ چشمِ ماہِ تاباں

خاکِ دیارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

سب سے اونچا، سب سے بالا، زیبِ اَوجِ عرشِ معلّٰی

تختِ وقارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

قصرِ حرم کا گوشہ گوشہ ، خاکِ عرب کا ذرّہ ذرّہ

آئینہ دارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

ان کی چمک سے ، ان کی دمک سے ، ان کی مہک سے ، ان کی لہک سے

پھول ہیں خارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

ہے یہ دعائے اخترِ عاصی موت ہو حاصل مثلِ شہیدی

پیشِ مزارِ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

بہاروں کا مرکز دیارِ مدینہ نہ کیوں جنتیں اس پہ قربان جائیں

ہیں فردوس بر کف، گلستاں بداماں تمہاری گلی کی معطّر ہوائیں

ہے طٰہٰ جبیں اور واللّیل گیسو، حسیں چشمِ مازاغ ، قوسین ابرو

خدا کی قسم مرکزِ حسن ہے تو ، جمالِ خدا کی ہیں مظہر ادائیں

جو بیمارِ رنج و الم ہو چکے ہیں، جو نخچیرِ ظلم و ستم ہو چکے ہیں

جو مایوسِ لطف و کرم ہو چکے ہیں، درِ مصطفٰے پر نصیب آزمائیں

دیارِ محمد بہشتِ نظر ہے ، مہک پاش و گل پوش ہر رہگذر ہے

مقدّس زمیں ہے مقدس سفر ہے، فرشتے نہ کیوں اپنی آنکھیں بچھائیں

وہ چھپنے لگا عاصیو مہرِ محشر ، وہ دیکھو ہوئیں رحمتیں سایہ گستر

وہ کھولیں محمد نے زلفیں معنبر، وہ اُٹھیں وہ اٹھیں کرم کی گھٹائیں

کہیں عکسِ عارضِ ضحیٰ بن کے چمکا، ہے منظر کہیں نہ لف کے پیچ و خم کا
ہر آیت میں جلوہ ہے حُسنِ کرم کا، ہیں ضَو بار قرآں میں تیری ادائیں
الٰہی نظر آئیں جلوے کرم کے، میسّر جبیں کو ہوں سجدے حرم کے
اِس اختر کا اب اخترِ بخت چمکے، عطا ہوں لا سے بھی ضیا کی ضیائیں

(۳۶)

عرشِ حق کا شانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں — دل تجلّی خانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
تاجِ سُبحانَ الَّذِی اَسرٰی ہے اے صلِّ علیٰ — بر سرِ شاہانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
فرش سے تا عرشِ اعلیٰ، عرش سے تا لامکاں — ہے حد کاشانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
ہوش کی دنیا میں اک تیرے جنوں کی دھوم ہے — مرحبا دیوانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
نقشِ وَاللَّیلِ اِذَا یَغشٰی کے آئینے میں ہے — طرزِ زلف و شانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
دل بھی ہے ناچیز تحفہ، جاں بھی ہے ناچیز شے — کیا کروں نذرانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
آیۂ لَا تَقنَطُوا میں مستتر ہے عاصیو — بخششِ شاہانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
کائناتِ حُسن میں تیری یہ نور افشانیاں — جلوۂ جانانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
کوثر و تسنیم کے ہمراہ دے ساقی مجھے — خلد میں پیمانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
مے فشاں مینائے مَازَاغَ الْبَصَر سے ہے ہنوز — نرگسِ مستانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں
میں نے اختر پی ہے دستِ ساقیٔ بغداد سے
بادۂ میخانۂ مہرِ دنیٰ ماہِ مبیں

(۳۷)

آیئے تسکینِ جانِ زار کی باتیں کریں — سرورِ دیں سیدِ ابرار کی باتیں کریں

ہو رہی ہیں بادلوں سے چاند کی اٹکھیلیاں ہم بھی ان کے کاکل و رخسار کی باتیں کریں
ہوش آجائے نہ پھر میرے جنونِ شوق کو چارہ گر طیبہ کے صحرا زار کی باتیں کریں
گوشِ نازک سے ہے یوں زلفِ نبی کا اتصال دو حسیں جیسے بہم اسرار کی باتیں کریں
بلبلیں گل کی ، چمن کی گفتگو کرتی رہیں ہم محمدؐ کے لب و رخسار کی باتیں کریں
اوج پر ہے ان کے دیوانے کی شوریدہ سری آپ طیبہ کے در و دیوار کی باتیں کریں

ہم تو اختر یوسفِ طیبہ کے ہاتھوں بِک چکے
کرنے والے مصر کے بازار کی باتیں کریں

(۳۸)

لیلۃ القدر سے والفجر عیاں ہے کہ نہیں عارضِ نور پسِ زلفِ نہاں ہے کہ نہیں
کہیئے جنت کا مدینے میں سماں ہے کہ نہیں جو وہاں لطف ہے رضواں وہ یہاں ہے کہ نہیں
یہ بھی سوچا کبھی اے شکوہ گرِ ہجرِ حبیب کہ ترا ذوق شعلہ یہ جاں ہے کہ نہیں
جامِ مازاغ سے اسریٰ کا جھلکتا ہے سرور چشمِ مخمورِ نبی بادہ فشاں ہے کہ نہیں
ہے تری خاک ہمہ کیمیا تاثیر مگر فطرتِ برق بھی ہستی میں نہاں ہے کہ نہیں
تم نے دیکھا ہے جہاں نقشِ کفِ پائے حضورؐ وہیں جبریل کے سجدے کا نشاں ہے کہ نہیں

یہ زمیں اور یہ اشعارِ شگفتہ اختر
مائلِ نعت مری طبعِ رواں ہے کہ نہیں

(۳۹)

لب پہ اشعار ترے وصف میں جب آتے ہیں تذکرہ عرش پہ قدسی مرا فرماتے ہیں
ان کے تلووں سے جو ذرات چمٹ جاتے ہیں بخدا عرش کے تارے وہی کہلاتے ہیں

تری راہوں میں کچھ ایسے بھی مقام آتے ہیں — منزلِ قربِ الٰہی سے جو مل جاتے ہیں
مدنی چاند ترا ذکر جہاں ہوتا ہے — عالمِ قدس کے انوار اُتر آتے ہیں
خلد کی سمت چلا ، کوئی حرم کی جانب — اُن کے دیوانے مدینے کیطرف جاتے ہیں
مرتبہ تیرے غلاموں کا کوئی کیا جانے؟ — جب مَلک آنکھ ملاتے ہوئے شرماتے ہیں

رات دن سوئے مدینہ ہے نظر اے اختؔر
یاد کب دیکھئے آقا مجھے فرماتے ہیں

(۴۰)

تھی جن کے نام سے ہلچل جہاں کے تاجداروں میں
ہوئے ہیں وہ فدائی بھی نبی کے جانثاروں میں
کہاں وہ دلکشی گلزارِ جنت کی بہاروں میں
جو رنگینی ، جو نزہت ہے عرب کے خارزاروں میں
حضورِ مصطفیٰ سوئے ادب ہے لب کشائی بھی
میں دل کی بات کہتا ہوں اشاروں ہی اشاروں میں
نبی کی خاکِ پا کے شوخ ذرّے اُڑتے پھرتے ہیں
کہاں سے آگئیں تابانیاں ورنہ ستاروں میں
گزر جاتا ہے جس جانب بھی دیوانہ محمدؐ کا
بچھاتے ہیں فرشتے اپنی آنکھیں رہگزاروں میں
زمانے بھر کے میکش لغزشیں کرتے ہیں مے پی کر
مگر کیفِ خدا ہیں ہے اُن کے بادہ خواروں میں

ہجومِ انبیاء میں یوں ہیں ختم المرسلیں اختؔر
کہ جیسے چودھویں کا چاند روشن ہو ستاروں میں

(۴۱)

کتنی حسیں ہے اُن کے ثناخواں کی گفتگو
آٹھوں پہر ہے سرورِ دوراں کی گفتگو

ہر وقت کیجیے شہِ خوباں کی گفتگو
آنکھوں کا ذکر ہو کبھی مژگاں کی گفتگو

اَسریٰ میں جب حضور تھے خالق سے ہمکلام
تھی قُدسیوں میں عظمتِ انساں کی گفتگو

اللہ اور سلسلۂ شب دراز تو ہو
جاری ہے اُن کے گیسوئے ذلیشاں کی گفتگو

سُن لے جو تذکرہ بھی عذارِ حبیب کا
چھیڑے نہ عندلیب گلستاں کی گفتگو

کیا شامِ عیدِ آمدِ یادِ حبیب ہے
ہے آنسوؤں میں حسنِ چراغاں کی گفتگو

تیرے سوا خیالِ نبی! میں ترے نثار
سمجھا نہ کوئی دیدۂ گریاں کی گفتگو

دردِ فراقِ طیبہ ہے خود میرا چارہ گر
کیجے نہ میرے سامنے درماں کی گفتگو

پھولوں کی بزم ہو کہ ہو تاروں کی انجمن
ہوتی ہے آپ کے لب و دنداں کی گفتگو

کل روزِ حشر مدحِ نبی کے طفیل میں
اختؔر سے ہو گی حضرتِ حسّاں کی گفتگو

(۴۲)

زائر ہیں رواں شام و سحر سُوئے مدینہ
اے کاش ہو اپنا بھی سفر سُوئے مدینہ

سر سُوئے حرم، دل ہے مگر سُوئے مدینہ
سجدے ہیں بالفاظِ دگر سُوئے مدینہ

اِتنی ہو وارفتگیٔ شوقِ نظارا
ہر وقت ہو بیتاب نظر سُوئے مدینہ

اُٹھ اور نئے انداز سے اُٹھ میں ترے صدقے
لے چل مجھے اے دردِ جگر سُوئے مدینہ

ذرّاتِ مدینہ کی کشش دیکھ رہا ہوں　　جاری ہے ستاروں کا سفر سُوئے مدینہ
ہر ذرّہ ہمہ طُور ، ہمہ برقِ تجلّی　　با چشمِ کلیمانہ مگر سُوئے مدینہ

کب دیکھئے سرکار سے آتا ہے بُلاوا
دن رات ہے اختؔر کی نظر سُوئے مدینہ

(۴۳)

ہوتے ہی قیدِ تن سے رہا اپنے گھر گئی　　مہجور روح تا درِ خیر البشر گئی
بارانِ اشکِ غم میں نہا کر سنور گئی　　کچھ اور بھی عروسِ تمنّا نکھر گئی
اللہ ری بہشتِ مدینہ تری بہار　　ہر گُل جناں بکف تھا جہاں تک نظر گئی
فرمایا جو کلام وہ وحیِ خدا ہوا　　کی آپ نے جو بات وہ دل میں اُتر گئی
طیبہ کی سمت لے کے درودوں کے ہار پھول　　دلہن بنی ہوئی مری آہِ سحر گئی
کھولی جو زلف آپ نے گلشن مہک اٹھے　　شانہ کیا تو کاکلِ ہستی سنور گئی

اختؔر ہے میرے ہاتھ میں دامانِ مصطفےٰ
دنیا سنور گئی مری عقبیٰ سنور گئی

(۴۴)

یہ مانا جان اِک دن قیدِ آب و گِل سے نکلے گی
ولائے مصطفےٰ لیکن نہ میرے دل سے نکلے گی

لہ اس مبارک نعت کے متعلق لسان الحسان علامہ ضیاء القادری رحمۃ اللہ علیہ کا بشارت آمیز، ایمان افروز مکتوبِ گرامی حقر نے "حرفِ آغاز" کے تحت پیش کیا ہے اسے سامنے رکھتے ہوتے قارئینِ کرام پھر یہ نعت شریف پڑھیں۔
(اختؔر شاہجہانپوری)

الٰہی کس قدر محبوب حسرت دل سے نکلے گی
جو دیدارِ جمالِ رحمتِ کامل سے نکلے گی
خدا چاہے تو پائے گی جگہ آغوشِ رحمت میں
عروسِ روح جس دن بھی حریمِ دل سے نکلے گی
عطائے بے طلب جب شان ہے تیری کریمی کی
طلب کی پھر صدا کیسے لبِ سائل سے نکلے گی
تمہاری یاد کے قربان کتنی کیف آور ہے
نہ اب تک دِل سے نکلی ہے نہ کل تک دل سے نکلے گی
سواری رحمتِ کونین کی میدان محشر میں
لٹاتی رحمتیں ہر راہ پر منزل سے نکلے گی
نظر سے تا حریمِ قدس ہے اِک نور کا عالم
کہ لیلائے تمنّا پردۂ محمل سے نکلے گی
دمِ آخر جو ہوں گے سامنے معراج کے دولہا
دلہن بن کر مری جاں جسمِ آب وگِل سے نکلے گی
رخ و زلفِ نبی کا ہے تصوّر رات دن اختؔر
نہ دن مشکل سے نکلا ہے نہ شب مشکل سے نکلے گی

(۴۵)

تم پہ نثار ہونے کو آئی ہے چاندنی — تاروں کے پھول نذر کو لائی ہے چاندنی
اے تازنینِ حق! تری بزمِ جمال سے — سورج نے دھوپ چاند نے پائی ہے چاندنی

یاد آگئی ہے تابشِ رخسارِ مصطفٰے — کیا سرد آگ دِل میں لگائی ہے چاندنی

وہ لب کھلے کہ نور کا چشمہ اُبل پڑا — وہ مسکرا دئے ہیں کہ چھائی ہے چاندنی

طیبہ کی خاک سے پئے کسبِ تجلیات — گردوں سے فرش پر اُتر آئی ہے چاندنی

کرنا سلام عرض مدینے کے چاند سے — تابابِ نور تیری رسائی ہے چاندنی

شاید ملا ہے غازۂ خاکِ درِ حبیب — کیا تیرا روپ تیری صفائی ہے چاندنی

تو اپنی چاندنی مہِ کامل سمیٹ لے — مجھ کو تو رب کے چاند کی بھائی ہے چاندنی

وہ ذرّہ بن کے ماہِ مبیں ضوفشاں ہوا — جس نے خدا کے چاند سے پائی ہے چاندنی

روشن ہے تجھ سے شب، تو جمالِ حبیب سے — میں نے بھی بزمِ نعت سجائی ہے چاندنی

اخترؔ ہے تابناک ہر اِک گوشۂ حیات
ماہِ عرب کی دل میں سمائی ہے چاندنی

(۴۶)

جو ہیں حبیبِ خالقِ برتر وہ آگئے — جشنِ سرور و نور ہے گھر گھر وہ آگئے

لب تشنہ! دیکھ ساقیٔ کوثر وہ آگئے — رحمت کا بادہ خانہ بہ ساغر وہ آگئے

نغمہ ہے بلبلوں کی زباں پر وہ آگئے — بولی کلی گلوں سے چٹک کر وہ آگئے

وقفِ پیامِ عید چمن میں صبا ہے آج — جو ہیں بہارِ حسنِ گلِ تر وہ آگئے

دیتی ہے شاخ، شاخ کو پیغامِ تہنیت — کہتا ہے پھول، پھول سے ہنس کر وہ آگئے

بھرتے ہیں رات دن جو فقیروں کی جھولیاں — کرتے ہیں جو گدا کو تونگر وہ آگئے

قسمت پہ اپنی آج ہیں نازاں گناہگار — کہتے ہیں جن کو شافعِ محشر وہ آگئے

جانِ حزیں کا چین، سکونِ شکستہ دِل — جو ہیں قرارِ خاطرِ مضطر وہ آگئے

روشن ہے جن کے نام سے اسلام کا چراغ
جو حق کے نازنین ہیں اختؔر وہ آ گئے

۴۷

وہ اصل آئینۂ حقیقت، وہ عینِ حسنِ مجاز آئے

سراجِ بزمِ اُلست بن کر زمیں پہ ہستی نواز آئے

مجھے تو جب لطف بندگی کا جبینِ عجز و نیاز آئے

اِدھر ہو سجدہ اُدھر اٹھا کر حجابِ جانِ نماز آئے

قدم قدم پر مجھے پکارا، ترے کرم نے دیا سہارا

عدم کی دشوار راہ میں جب کٹھن نشیب و فراز آئے

نثار ہے قدر نرمیٔ ادا پر، فدا ہے انداز پر فترضے

خدا اٹھاتا ہے ناز جن کے وہ نازنیں جانِ ناز آئے

ترے سوا کر سکا نہ کوئی علاج بیمارِ زندگی کا

بڑے بڑے چارہ ساز دیکھے بڑے بڑے چارہ ساز آئے

پھر ایسے عیسیٰ نفس کا دردِ فراق جاں آفریں نہ کیوں ہو

کہ جس کے در پر اجل بھی لے کے پیامِ عمرِ دراز آئے

خلش مٹی روحِ مضمحل کی مراد بر آئی آج دل کی !

وہ لطف گستر، غریب پرور، حضورِ اختؔر نواز آئے

---

(۴۸)

اگر چشمِ بصیرت ہو تو ظاہر ہے یہ قرآں سے
بیاضِ کُن کی رب نے ابتدا کی ہے کس عنواں سے

احاطہ ہو نہیں سکتا کبھی ادراکِ انساں سے
بہت آگے تری عظمت کی حد ہے حدِّ امکاں سے

نظر مشتاق، دل بیتاب، جاں پُرسوز، نم آنکھیں
چلا ہوں جانبِ طیبہ ترا لے ساز و ساماں سے

مدینے کی بہاریں پھر مدینے کی بہاریں ہیں
بدل دیتی ہیں یہ تقدیر صحرا کی گلستاں سے

فراقِ مصطفےٰ کی رات کیسی جگمگاتی ہے ؟
تسلسل آنسوؤں کا کم نہیں جشنِ چراغاں سے

تعالی اللہ اوجِ درس گاہِ سرورِ عالم
فرشتوں کو سبق لیتے ہوئے دیکھا ہے انساں سے

سُرورِ لذتِ حسنِ عمل اس سے کوئی پوچھے
جسے بھی ایک چٹکی مل گئی ان کے نمکداں سے

مدیحِ خاص ممدوحِ ازل خود حق تعالیٰ ہے
ادا وصفِ نبی کا حق ہو کیا اختر ثناخواں سے

(۴۹)

سوادِ شب میں ملے، مطلعِ سحر میں ملے تم اے جمالِ خدا شمس میں قمر میں ملے

گدا نوازیٔ محبوب اور کیا ہو گی — وہ دیکھنے سے بھی پہلے مجھے نظر میں ملے
ہے ایک جاں سے قریں اک رگِ گلو کے قریب — تلاش جن کی تھی باہر، مجھے وہ گھر میں ملے
تھی قدسیوں کی جبیں کی چمک دمک جن میں — نشان ایسے بھی طیبہ کی رہگذر میں ملے
تلاشِ منزلِ اوجِ نبی بھی کیا شے ہے — شریک آدم و عیسیٰ بھی اس سفر میں ملے
جو آپ عین خبر ہے وہ مبتدا تم ہو — وہ تم خبر ہو کہ خود مبتدا خبر میں ملے
وہ خارِ دشتِ حرم لے اُڑے ہوا جس کو — الٰہی کاش وہ میرے دل و جگر میں ملے

ہے اب حضور کا در اور اخترؔ سائل
بھلا کسی سے طلب کیوں کروں جو گھر میں ملے

(۵۰)

خاکِ وطن سے دور بلا لیجئے مجھے — طیبہ میں اب حضور بُلا لیجئے مجھے
لطفِ عمیم آپ، رؤف و رحیم آپ — میں ہُوں ہمہ قصور بلا لیجئے مجھے
خالی ز حُسن و کیف بہ ہر کیف ہے حیات — تا بزمِ رنگ و نور بلا لیجئے مجھے
مومن کی جان سے بھی زیادہ قریں ہیں آپ — کیا آپ سے ہے دُور بلا لیجئے مجھے
معراجِ دیدِ گنبدِ خضریٰ نصیب ہو — جانِ کلیمِ طُور بلا لیجئے مجھے
تیرِ حوادثات کی بارش ہے روز و شب — زیرِ ردائے نور بلا لیجئے مجھے
اے مستقل نشاط، ہمہ کیفِ سرمدی — تا منزلِ سُرور بلا لیجئے مجھے

اے کارسازِ اخترِ محتاج و بے نوا
امسال تو ضرور بلا لیجئے مجھے!

۵۱

تم کو یدِ قدرت نے کیا خوب سنوارا ہے
وَالنَّجم کا منظر ہے طٰہٰ کا نظارا ہے

گو طُور کا جلوہ بھی آنکھوں کو گوارا ہے
طیبہ کا نظارا پھر طیبہ کا نظارا ہے

اس ذاتِ گرامی کو سمجھا تو خدا سمجھا
جس ذاتِ گرامی پر قرآن اتارا ہے

تم شافع و نافع ہو، میں خاطئ و عاصی ہوں
پیارا جو تمہارا ہے اللہ کو پیارا ہے

وہ جس نے شرف بخشا آغوشِ یتیمی کو
اسلام کی قسمت ہے دنیا کا سہارا ہے

کیوں بھیک کسی در سے سرکار بھلا مانگوں
آقا ترے ٹکڑوں پہ میرا تو گزارا ہے

لبیک کی آتی ہے آواز ہر اِک دل سے
شاید سرِ فاراں سے پھر ہم کو پکارا ہے

اَخلاق کے شانے سے اے جانِ کرم تو نے
ایک ایک خمِ گیسوئے ہستی کا سنوارا ہے

دامن ترے ہاتھوں میں ہے حضرتِ حسّاں کا
کس اوج پہ اے اخترؔ قسمت کا ستارا ہے

۵۲

یہ عرشِ بریں ہے کہ مدینے کی زمیں ہے
ساجد ہیں فرشتے بھی جہاں میری جبیں ہے

ہر ایک تڑپ رُوکشِ فردوسِ بریں ہے
محبوب! ترا درد بھی کس درجہ حسیں ہے

جو بھی ہے گدا آپ کا ہر پھر کے یہیں ہے
سرکار کا دَر مرکزِ پرکارِ یقیں ہے

ہر صبحِ مبیں ہے ترے چہرے کی تجلّی
ہر شامِ حسیں سایۂ گیسوئے حسیں ہے

جب تک نہ ہو اس جانِ عبادت کا تصور
واللہ عبادت کوئی مقبول نہیں ہے

اے ماہِ دنیٰ چھو گئے جس کو ترے تلوے
وہ ذرّہ، تاجِ سرِ مہرِ مبیں ہے

للہ مجھے روضۂ انور پہ بلا لو!!
بیتاب بہت اخترِ غمگین و حزیں ہے

۵۳

نعتِ حبیب کہئے کہ حمدِ خدا بھی ہے
توصیفِ مصطفیٰ کی خدا کی ثنا بھی ہے

تو اصلِ کُن ہے، حاصلِ ہر مدّعا بھی ہے
اے مبتدائے خلق تو ہی منتہا بھی ہے

سرتا پا تو بشر ہے، بشر سے سوا بھی ہے
یعنی تمام مظہرِ عینِ خدا بھی ہے

ہر ٹیس میں سکوں ہے تڑپ میں مزا بھی ہے
دردِ فراقِ ماہِ مدینہ دوا بھی ہے

کعبہ میں ہوں جبیں پئے سجدہ ہے بیقرار
شاید مرے نبی کا یہیں نقشِ پا بھی ہے

ایمان کی تو یہ ہے کہ پاکر درِ حضور
جو ہوش میں نہ ہو اسے سجدہ روا بھی ہے

اے اہلِ عرش! خاک نشیں ہم سہی مگر
یہ فرشِ خاک مسندِ شاہِ دنیٰ بھی ہے

مکہ کی شب میں صبحِ مدینہ ہے جلوہ گر
کیا حُسن عارضِ پسِ زلفِ دوتا بھی ہے

کچھ بھی سہی حضور مگر ہے تو آپ کا
اخترؔ گناہگار بھی، بَد بھی، بُرا بھی ہے

۵۴

گلبارِ داغِ ہجرِ نبی اس قدر رہے
آٹھوں پہر بہشت بداماں نظر رہے

مجھ کو رہِ عدم میں نہ خوف و خطر رہے
یادِ جمالِ رُوئے نبی ہم سفر رہے

رہبر! رہِ حرم ہے ادب پر نظر رہے
آنسو یہاں کوئی نہ گرے چشم تر رہے

یارب! نہ زخمِ ہجرِ مدینہ ہو مُندمل
یہ دِل الٰہ باد، محمّد نگر رہے

گم کر دے کاش ان کی محبت میں یوں خدا
اپنے وجود کی بھی نہ مجھ کو خبر رہے

دل کی تڑپ نہ کم ہو حضوری کے بعد بھی
یارب یہ دلنواز خلش عمر بھر رہے

اختر رہِ حیات میں پائی رہِ نجات
ہر گام پہ اصولِ رضا راہبر رہے

(۵۵)

یہ حسن و رنگ، یہ نور و نکھار آپ سے ہے
حسینِ کعبہ، حسیں ہر بہار آپ سے ہے
سکوں زمیں کو، فلک کو قرار آپ سے ہے
ثباتِ عالمِ ہژدہ ھزار آپ سے ہے
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ پھول، یہ غنچے
یہ کائنات جناں درکنار آپ سے ہے
بسی ہے آپ کے گیسوئے عنبریں کی مہک
فضا ہے مست، ہوا مشکبار آپ سے ہے
ہر ایک اَوج نے پائی ہے آپ سے عظمت
ہر اِک وقار کو حاصل وقار آپ سے ہے
یہ ہست و بود، وجود و عدم، ظہور و نمود
یہ نظمِ گردشِ لیل و نہار آپ سے ہے
محیطِ ارض و سما ہیں تجلّیاتِ حضور
بہشتِ قلب و نظر کی بہار آپ سے ہے
سجی ہے آپ کے جلووں سے بزمِ کُن فَیَکُوں
حسین محفلِ پروردگار آپ سے ہے

مدینہ دور سہی ، بے نوا سہی اختؔر
بس اِک نگاہ کا امیدوار آپ سے ہے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم)

(نغمۂ تہنیتِ شادیٔ اسریٰ)

کیا سُہانی ہے شبِ شادیٔ اسریٰ دیکھو
حسن و انوار بداماں ہے زمانہ دیکھو
دھوم ہے سج گیا معراج کا دولہا دیکھو
کیا پھبن، کیا ہے ادا، اور ہے چھب کیا دیکھو
عقلِ کل نقش بہ دیوار ہے نقشہ دیکھو
حُسن انگشت بداماں ہے سراپا دیکھو
جسمِ انور پہ ہے انوار کا جامہ دیکھو
نور ہی نور، اُجالا ہی اُجالا دیکھو
ہے ضیا بار جبیں ماہِ دو ہفتہ دیکھو
ہیں بھنویں آیۂ قوسین مُجلّٰی دیکھو
مَست آنکھوں میں ہے مَازَاغ کا سرمہ دیکھو
مشعلیں طور کی روشن سرِ کعبہ دیکھو
عارضِ نور و حسیں گیسوئے والا دیکھو
ماہِ تاباں کا گھٹاؤں میں چمکنا دیکھو

مہِ اسریٰ ، مَدنی چاند کا چہرہ دیکھو
ہے نوشتہ ورقِ نور پہ طٰہٰ دیکھو
رُخ پہ محبوبیتِ خاص کا سہرا دیکھو
آج جوبن تو ہر اِک پھول دکلی کا دیکھو
ہار گردن میں درودوں کا ہے کیسا دیکھو
ہیں ہر اِک تار میں گھائے فترضٰے دیکھو
سُوئے قوسین چلا نوشۂ بطحا دیکھو
بہرِ تعظیم جُھکا عرشِ معلّٰے دیکھو
شور ہر سمت اٹھا صَلِّ علےٰ کا دیکھو
محوِ تسبیح ہے ہر ایک فرشتہ دیکھو
رفعت و عظمتِ محبوب کے روشن ہیں چراغ
جگمگاتا ہوا قصرِ فتدلّٰی دیکھو
نور کے ساز پہ حورانِ جناں گاتی ہیں
نغمۂ تہنیتِ شادیٔ اسریٰ دیکھو
بادۂ زمزمۂ نعت میں ہیں غرق تمام
نغمہ زَن وجد میں ہے طائرِ سدرہ دیکھو
شادیانے وہ پسِ پردۂ رحمت گونجے
کس بلندی پہ ہے شانِ وَرَفَعْنَا دیکھو

آئی دولہا کی سواری، وہ بصد جاہ و جلال
وہ اُٹھا خاص درِ قرب سے پردہ دیکھو
پھول رحمت کے ہوئے چہرۂ انور پہ نثار
حُسن و انوار کا بٹتا ہوا صدقہ دیکھو
اُدْنُ یَا اَحْمَدُ آتی ہے صدا پردے سے
ادب و ناز سے محبوب کا بڑھنا دیکھو
قصرِ مخصوصِ تقرب میں سواری پہنچی
چھپ گیا نور میں وہ نورِ خدا کا دیکھو
ہوش بے ہوش، خرد گم ہے، جنوں عقل کو ہے
پیکِ ادراک ہے بھولا ہوا رستہ دیکھو
خود خبر پہ بھی ہے اِک بے خبری سی طاری
ہے سرِ عجز جھکائے ہوئے دنیا دیکھو
جانے کیا کیا ہوئیں محبوب و محب میں باتیں
کس سے پوچھیں کہ ہے خاموش زمانہ دیکھو
مِل کے اللہ سے تشریف بھی لے آئے حضور
ہے مگر گرم ابھی بسترِ والا دیکھو
شاعرِ صاحبِ معراج ہو تم اے اختؔر
صدقۂ نوشۂ معراج بِلا کیا دیکھو

تضمین بر کلام حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحبِ نفحات الانس رحمۃ اللہ علیہ

توئی ایں کارہ پیکِ نامہ بر کُن　　نظر بر طائرِ بے بال و پر کُن
رساں پیغام منزل مختصر کن　　نسیما جانبِ بطحا نظر کن
زِ احوالم محمّد را خبر کن

گدائے یک سوالم یا محمّد　　کہ مشتاقِ جمالم یا محمّد
غریبم خستہ حالم یا محمّد　　توئی سلطانِ عالم یا محمّد
زرُوئے لطف سوئے من نظر کن

سکونِ درد و دامانم بآنجا　　مسیحائے دلِ زارم بآنجا
چگونہ اے صبا! بر سَم بآنجا　　بہ بُر ایں جانِ مشتاقم بآنجا
فدائے روضۂ خیر البشر کن

نزولِ رحمتِ باری زِ لُطفش　　تردّ تازہ گلِ ہستی زِ لُطفش
نظر بر اخترِ عاصی زِ لُطفش　　مشرّف گرچہ شد جامی زِ لُطفش
خدایا ایں کرم بارِ دِگر کن

تضمین بر نعتِ اعلیٰحضرت، مجدّدِ مأۃِ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

اِک پل بھی نہیں قرار آقا　　آفات سے ہوں دوچار آقا
کب تک یہ اٹھاؤں بار آقا　　غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

عصیاں کی ہے تیرگی نے گھیرا　　تا حدِّ نظر ہے گھُپ اندھیرا
آمہرِ عرب کہ ہو سویرا　　بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا

دل کی بستی غموں نے لُوٹی　　تدبیر کی نبض آہ چھُوٹی
تقدیر کہاں پہ لا کے پھُوٹی　　منجدھار پہ آ کے ناؤ ٹُوٹی
دے ہاتھ کہ ہُوں میں پار آقا

یہ دشت یہ جھاڑیاں گھنیری　　دشوار ہے راہ شب اندھیری
دیتا ہوں تجھے دہائی تیری　　ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری
لِلّٰہ یہ بوجھ اتار آقا

رکھتا ہے بڑا سہارا پلّہ　　یعنی وزنی ہے سارا پلّہ
رکھ دے کملی کا پیارا پلّہ　　ہلکا ہے اگرچہ ہمارا پلّہ
بھاری ہے ترا وقار آقا

ہے بارِ اَلَم تو فکر کیا ہے؟　　گو پشت ہے خم تو فکر کیا ہے؟

لرزاں ہیں قدم تو فکر کیا ہے؟ مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے؟
تم کو تو ہے اختیار آقا

مجھ کو کسی دُور میں نہیں یاس کیوں ہو مجھے رنج و غم کا احساس
تم مری امید، تم مری آس میں دُور ہوں تو تم ہو مرے پاس
سُن لو میری پکار آقا

اس طرح ستم زدہ نہ ہوگا مجبور و اَلم زدہ نہ ہوگا
حالات سے سَم زدہ نہ ہوگا مجھ سا کوئی غم زدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غمگسار آقا

اَمواج سے لڑ گئی ہے کشتی ٹکرا کے بگڑ گئی ہے کشتی
طوفان میں اَڑ گئی ہے کشتی گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی
ڈُوبا، ڈُوبا، اُتار آقا

بخشش کا ہے باب بازتم سے رحمت کا ظل دراز تم سے
ہر لطف ہے سرفراز تم سے تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے
میں وہ کہ بَدی کو عار آقا

ڈر ہو نہ بلائے آسماں کا تِنکا بھی جَلے نہ آشیاں کا
بیکا نہ ہو بال گلستاں کا پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا
دے دے ایسی بہار آقا

انداز میں جس کے ناز والے جس کو رحمت گلے لگالے
خالق سے جو تاجِ قُدرَتی لے جس کی مرضی خدا نہ ٹالے

میرا ہے وُہ تاجدار آقا

ہے عرشِ عُلیٰ پہ جس کا قبضہ ہے قصرِ دَنیٰ پہ جس کا قبضہ
ہے ارض و سما پہ جس کا قبضہ ہے مُلکِ خدا پہ جس کا قبضہ

میرا ہے وہ کارگار آقا

مجھ سے عصیاں شعار بندے ان پہ قرباں ہزار بندے
ہر اشک پہ صد نثار بندے سو یا کئے نابکار بندے

رو یا کئے زار زار آقا

کچھ ہوش و خرد کو کام میں لائیں انصاف تو اہلِ عشق فرمائیں
ان پہ صدقے نثار ہو جائیں کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں

دنیا کے یہ تاجدار آقا

سرکار کے بے نوا پہ مٹ جائیں شانِ سائل نما پہ مٹ جائیں
اس کی اِک اِک ادا پہ مٹ جائیں ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں

ایسے ایسے ہزار آقا

گھیرے ہیں یہ کتنے میرے دھبّے جائیں گے یہ کیسے میرے دھبّے
کس طرح مٹیں گے میرے دھبّے بے ابرِ کرم کے میرے دھبّے

لَا تَغْسِلُهَا الْبِحَارُ آقا

مِلتا ہے تمہارے دَر سے سب کو اختر کی بھی مراد بھر دو
طیبہ کی نصیب حاضری ہو اتنی رحمت رضا پہ کر لو

لَا یَقْشِرُهَا الْبَوَارُ آقا

تضمین بر نعتِ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

ہموار آ کے حُور و ملک رہگذر کریں ہر ہر قدم پہ بارشِ آبِ گہر کریں
آرام سے یہ ناز کے پالے سفر کریں اہلِ صراط روحِ امیں کو خبر کریں
جاتی ہے امتِ نبوی فرش پر کریں

تسلیم ہے گناہ کئے، ہیں تو آپ کے مانا کہ ہم ہزار بُرے، ہیں تو آپ کے
کھوٹے ہیں یا کہ ہم ہیں کھرے، ہیں تو آپ کے بَد ہیں تو آپ کے ہیں، بھلے ہیں تو آپ کے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کِدھر کریں

ہے کون سننے والا کسے حالِ دل سنائیں محشر میں ہم کو پرسشِ اعمال سے بچائیں
نادم ہیں روسیاہ، زیادہ نہ اب لجائیں سرکار ہم کمینوں کے اطوار پہ نہ جائیں
آقا، حضور، اپنے کرم پر نظر کریں

تاریکیٔ گناہ میں گم سب ہیں راستے لمبا سفر ہے راہ میں حائل ہیں مرحلے
اے آفتابِ بدر! چمک اَوجِ عرش سے منزل کڑی ہے شانِ تبسّم کرم کرے
تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں

آہو حرم کے مجھ سے رمیدہ ہیں کس لئے؟ شاخیں کماں کی طرح خمیدہ ہیں کس لئے؟
پھولوں سے متلفت دل و دیدہ ہیں کس لئے؟ دشتِ حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے؟
آنکھوں میں آئیں، سر پہ رہیں، دل میں گھر کریں

تاریک ہے حیات کی ہر راہ وقت ہے اے میرے چاند! اے مرے نورِ شاہ وقت ہے

مخلوق ہے ہلاکِ ستم آہ وقت ہے — جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے

مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

اختر جو اٹھ گئی مرے مرشد کی ذوالفقار — ہرگز حریف جھیل سکیں گے نہ ایک وار

ہے بہتری اسی میں کہ ڈھونڈیں رہِ فرار — کلکِ رضاؔ ہے خنجرِ خونخوار برق بار

اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

۴/۶۲

تضمین بر سلام مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میرے سلطانِ باوقار سلام　　شہریاروں کے شہریار سلام

اے شہِ عرش اقتدار سلام　　اے مدینے کے تاجدار سلام

اے غریبوں کے غمگسار سلام

سروِ قامت پہ جان و دل وارے　　رخ پہ قرباں جناں کے نظارے

صدقے دندانِ پاک پر تارے　　تیری اِک اِک ادا پہ اے پیارے

سو دروددیں فدا ہزار سلام

نور پر نور کے قبالے پر　　عرش کے چاند پر، اُجالے پر

نور کے دوش پر، دوشالے پر　　ربِّ سَلِّم کے کہنے والے پر

جان کے ساتھ ہوں نثار سلام

میرے ملجا پہ، میرے ماویٰ پر　　میرے سرور پہ، میرے مولا پر

میرے مالک پہ، میرے داتا پر　　میرے پیارے پہ میرے آقا پر

میری جانب سے لاکھ بار سلام

راہ سیدھی دکھانے والے پر　　دینِ اسلام لانے والے پر

اوجِ معراج لانے والے پر　　میری بگڑی بنانے والے پر

بھیج اے میرے کردگار سلام

آفتابِ حسینِ فاراں پر　　روحِ رنگینیٔ بہاراں پر

اس کرم بار ابرِ باراں پہ اس پناہِ گناہ گاراں پر
یہ سلام اور کروڑ بار سلام

ان کے اور ان کے نام کے صدقے ان کے ادنٰے غلام کے صدقے
واپسی کے پیام کے صدقے اس جوابِ سلام کے صدقے
تا قیامت ہوں بے شمار سلام

جبکہ میری تلاش حشر میں ہو بندۂ رسوا نہ کاش حشر میں ہو
لطفِ حق، لطف پاش حشر میں ہو پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو
اے میرے حق کے رازدار سلام

پر مسرت رہا قیامت میں محوِ مدحت رہا قیامت میں
زیرِ رحمت رہا قیامت میں وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لے جس نے دل سے چار سلام

گلشنِ آرزوئے اختر کا رشکِ جنت ہو ہر گل و غنچہ
صدقہ احمد رضا مولیٰ عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

تضمین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ نور پر جو تضمین حضرت مولانا اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔

مرحبا کیا روح پرور ہے نظارا نور کا — فرش سے تا عرش پھیلا ہے اُجالا نور کا
تاجدارِ شرق سائل بن کے نکلا نور کا — صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

ڈالی ڈالی نور کی ہے پتہ پتہ نور کا — بوٹا بوٹا نور کا ہے غنچہ غنچہ نور کا
نور کی اِک اِک کلی کلی اِک اِک شگوفہ نور کا — باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بُو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

جشن نورانی ہے ہر جانب ہے چرچا نور کا — انجمن آرا ہوا مکہ میں کعبہ نور کا
ماہِ حق تشریف لایا بن کے قبلہ نور کا — بارھویں کے چاند کا مُجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اِک اِک ستارہ نور کا

دونوں عالم کی ہر اک شے پر سکہ نور کا — دو جہاں کی نعمتیں ادنیٰ صدقہ نور کا
ان کے بحرِ لطف سے کوثر ہے قطرہ نور کا — ان کے قصرِ قدر سے خلد ایک کمرہ نور کا
سدرہ پائیں باغ میں ننھا سا پودا نور کا

فرق انور پر خدا نے تاج رکھا نور کا — نور نے خود نور کو مالک بنایا نور کا
کونسی شے ہے نہیں ہے جس پہ قبضہ نور کا — عرش بھی، فردوس بھی، اس شاہِ والا نور کا
یہ مثمن بُرج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا

کس قدر سنولا گیا ہے آج چہرہ نور کا — پھیکا پھیکا، دھندلا دھندلا ہے اُجالا نور کا
روئے انور سے ذرا پردہ اٹھانا نور کا — آئی بدعت، چھائی ظلمت، رنگ بدلا نور کا
ماہِ سنت، مہرِ طلعت، لے لے بدلا نور کا

بڑھ گیا پا کر جبینِ نور رتبہ نور کا
در پہ پہنچا نور کی دنیا سے شہرہ نور کا
اللہ اللہ کوئی دیکھے تو نصیبا نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جانِ سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

نور کی سرکار میں آیا ہے منگتا نور کا
ہے یہی دربار دربارِ معلّٰے نور کا
ایک مدت سے دلِ مضطر ہے پیاسا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

نجگانہ پیش کرتے ہیں قصیدہ نور کا
یہ نمازیں ہیں حضورِ نور تحفہ نور کا
سامنے ہوتا ہے آنکھوں کے سراپا نور کا
تیری ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا، ابرو ہے کعبہ نور کا

آسمانِ نور سے آیا رسالہ نور کا
یا کتابِ نور پر رکھا ہے پارہ نور کا
عرش سے نازل ہوا کیا خوب نسخہ نور کا
پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طُور سے اترا صحیفہ نور کا

فرقِ انور نور کی، دستار چہرہ نور کا
سادگی میں بھی ہے اِک انداز پیارا نور کا
کجکلاہی پر کچھ ایسا رُعب چھایا نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جُھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

ضَو فگن ہے کعبۂ جاں پر منارا نور کا
ہے اسی کی سیدھ میں لاریب رستہ نور کا
زر فشاں کیا پرچمِ حق پر ہے تارا نور کا
بینیٔ پُر نور پر رخشاں ہے بُکّہ نور کا
ہے لِوَاءُ الحمد پر اُڑتا پھریرا نور کا

صفحۂ قرطاسِ نوری پر یہ نقطہ نور کا
کس قدر ہے جگمگاتا استعارا نور کا
نور کی تحریرِ بخشش عفو نامہ نور کا
مصحفِ عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا
تو سیاہ کار و مبارک ہو قبالہ نور کا

مشعلِ روشن پہ ہے نازک سا شیشہ نور کا　　یا عذارِ نور پر تاریک پردہ نور کا
تبرتا ہے چاندنی میں چاند کیسا نور کا　　تابِ زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

چار سُو ہے طُور کے گردش میں شعلہ نور کا　　مثلِ پروانہ ہے چکّر میں شرارہ نور کا
ہے طوافِ ماہ میں مصروف بالا نور کا　　پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا
گردِ سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

ہے جلالِ مہر سے لرزاں شرارہ نور کا　　کانپتا رعبِ سحر سے ہے ستارا نور کا
طُور پر ہے رعشہ براندام کوندہ نور کا　　ہیبتِ عارض سے تھرّاتا ہے شعلہ نور کا
کفشِ پا پر گر کے بن جاتا ہے گہنا نور کا

چشمِ مَازَاغَ الْبَصَر، قوسین قبلہ نور کا　　وَالضُّحیٰ نوری جبیں، وَالفجر چہرہ نور کا
شرحِ قرآنِ الٰہی ہے سراپا نور کا　　شمعِ دل، مشکوٰۃِ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

جسم نورانی ہے کیسا صاف ستھرا نور کا　　منبعِ انوارِ حق، مہرِ مجلّٰے نور کا
پیراہن ہے تن پہ یا مشعل پہ شیشہ نور کا　　مَیل سے بالکل مبرّا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کوراہی کرتا نور کا

تجھ سے پاتا ہے جہانِ نور صدقہ نور کا　　آستاں بوسی سے بڑھ جاتا ہے درجہ نور کا
تیری چوکھٹ پر ہے ساجد ہر فرشتہ نور کا　　تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے ماتھا نور کا

اللہ اللہ ہے وجودِ پاک کیسا نور کا　　اِک مکمل مظہرِ باری تعالےٰ نور کا
آیۂ نُوْرًا مُّبِیْنًا ہے اشارہ نور کا　　تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سائے کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

خال ہے رخسار پر ماہِ دو ہفتہ نور کا — زلفِ مشکیں میں ہلالی خم انوکھا نور کا
رنگ یہ غازہ نور کا، آنکھوں میں سرمہ نور کا — کیا بنا نامِ خدا، آسی کا دولہا نور کا
سر پہ سہرا نور کا، بر میں شہانہ نور کا

سیلِ حسن در رنگ ہے اُمڈا ہے دریا نور کا — اِک عجب عالم ہے تا قصرِ تدلّے نور کا
اب حریمِ نور سے اُٹھے گا پردہ نور کا — بزمِ وحدت میں مزا ہوگا دوبالا نور کا
ملنے شمعِ طور سے جاتا ہے اِکہ نور کا

ہر طرف ہے بزمِ نورانی میں چرچا نور کا — عالمِ انوار میں بکھرا ہے نغمہ نور کا
جلوہ گاہِ نور میں آتا ہے دولہا نور کا — وصفِ رُخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

شب پرہ کیا جانے، دن ہوتا ہے کیسا نور کا — دیکھ سکتا ہے اندھیرا کب اجالا نور کا
لطف پا سکتا ہے کیا آنکھوں سے اندھا نور کا — یہ کتابِ کُن میں آیا طرفہ آیہ نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا

اِک حجابِ نَو بہ نَو، جلوہ بہ جلوہ نور کا — ہر تجلّی، ہر کرن، ہر عکس پردہ نور کا
کر سکیں آنکھیں نہ جی بھر کر نظارا نور کا — دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
مَنْ رَآنی کیا یہ آئینہ دکھایا نور کا

لے کے آیا عید جاءَ الحق سویرا نور کا — شرقِ انوارِ حرا سے مہر نکلا نور کا
دھوپ چمکی نور کی پھیلا اُجالا نور کا — صبح کردی نور کی، سچا تھا مژدہ نور کا
شام ہی سے تھا شبِ تنویر کو دھڑکا نور کا

ابرِ رحمت جھوم کر کعبہ سے اٹھا نور کا — نکھری نکھری ہے فضا، منظر ہے پیارا نور کا
قحطِ تاریکی گیا، آیا زمانہ نور کا — پڑتی ہے نور کی بھرن، اُمڈا ہے دریا نور کا
سر جھکائے کشتِ کفر آتا ہے اہلا نور کا

تم سے پہلے تھا کہاں اتنا اجالا نور کا　　تم سے پہلے تھا کہاں یہ دَور دورہ نور کا
تم سے پہلے ایک بت خانہ تھا کعبہ نور کا　　ناریوں کا دور تھا، دِل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

نورِ کامل، دینِ کامل لے کے آیا نور کا　　ہے شریعت نور کی، جاری ہے سکّہ نور کا
ناسخِ مطلق، خدا نے خاص بھیجا نور کا　　نسخِ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا
تاجور نے کر لیا پکّا علاقہ نور کا

کس قدر مسرور ہے ہر ایک منگتا نور کا　　سب کو قسمت سے سوا ملتا ہے حصّہ نور کا
بھیڑ ہے دربار میں، جاری ہے صدقہ نور کا　　جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

پھوٹ نکلا اے تعالیٰ اللہ چشمہ نور کا　　شاد ہیں سائل، اُبلتا ہے خزانہ نور کا
موج اُٹھی بحرِ کرم کی، ہاتھ اُٹھا نور کا　　بھیک لے سرکار سے، لا جلد کاسا نور کا
ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

مل چکے ہیں اپنی آنکھوں سے یہ تلوا نور کا　　ان کے دل پر نقشِ کفِ پا نور کا
تو ہے معمولی دیا، یہ طورِ سینا نور کا　　دیکھ ان کے ہوتے نازیبا ہے دعویٰ نور کا
مہر لکھ دے یاں کے ذرّوں کو مچلکہ نور کا

خاتمِ شاہی، درخشندہ عطیّہ نور کا　　مہرِ تصدیقِ عقیدت ہے یہ ٹھپّہ نور کا
رکھتے ہیں اپنی جبیں پر ہم بھی سکّہ نور کا　　یاں بھی داغِ سجدۂ طیبہ ہے تمغہ نور کا
اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکہ نور کا

ہر ادا، ہر طرز، ہر خُو، ہر سلیقہ نور کا　　ہر روش، ہر طَور، ہر ڈھب، ہر سلیقہ نور کا
پاس رہ کر بن گئے پیکر صحابہ نور کا　　شمع ساں اِک ایک پروانہ ہے اس بالنور کا
نورِ حق سے لَو لگائے دل میں رشتہ نور کا

دائرہ ہے گرد خورشیدِ مدینہ نور کا — ہر ورق پر ہے شعاعوں سے احاطہ نور کا
شمعِ محفل شاہِ دیں اصحاب گھیرا نور کا — انجمن والے ہیں انجم، بزم حلقہ نور کا
چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا

تجھ سے مکہ نور کا، تجھ سے مدینہ نور کا — تجھ سے قبلہ نور کا، ہے تجھ سے کعبہ نور کا
تجھ سے جس رشتہ کو نسبت ہے وہ رشتہ نور کا — تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانہ نور کا

بخت اللہ غنی عثماں تمہارا نور کا — اخترِ قسمت ہے یا ماہِ دو ہفتہ نور کا
خلعتِ نورٌ علیٰ نورٍ بلا کیا نور کا — نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک، تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

کس کے جلوے سے ہوا سارا زمانہ نور کا — کس کے پرتو سے بنی دنیا نمونہ نور کا
کس کے عکسِ نور سے تھا ذرہ ذرہ نور کا — کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا
مانگتا پھرتا ہے آنکھیں ہر نگینہ نور کا

اب کہاں وہ عکس ریزی وہ اجالا نور کا — اب کہاں وہ جگمگاہٹ، وہ چمکنا نور کا
اب کہاں وہ صبح دلکش، وہ سویرا نور کا — اب کہاں وہ تابشیں، کیسا وہ تڑکا نور کا
مہر نے چھپ کر کیا خاصہ دھندلکا نور کا

تم مقابل تھے تو تاباں تھا نصیبہ نور کا — تم مقابل تھے تو پھیلا تھا اُجالا نور کا
تم مقابل تھے تو منظر اور کچھ تھا نور کا — تم مقابل تھے تو پہروں چاند بڑھتا نور کا
تم سے چھٹ کر منہ نکل آیا ذرا سا نور کا

جگمگاتا ہے کلس، صلِّ علیٰ کیا نور کا — گنبدِ خضرا ہے یا برجِ مطلّا نور کا
اک حسیں منظر ہے تا اوجِ ثریّا نور کا — تبرِ انور کہئے یا قصرِ معلّٰی نور کا
چرخِ اطلس یا کوئی سادہ سا قبّہ نور کا

بارگاہِ نور ہے یہ آستانہ نور کا ہے یہاں کا چپہ چپہ گوشہ گوشہ نور کا
حاجب و درباں یہاں ہے ذرہ ذرہ نور کا آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرہ نور کا
تاب ہے؟ بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

روئے پرور کس قدر منظر وہ ہوگا نور کا موت آئے گی بتانے جب کہ دولہا نور کا
بن کے چمکے گا غبارِ نور غازہ نور کا نزع میں لوٹے گا خاکِ نور پہ شیدا نور کا
مر کے اوڑھے گی عروسِ جہاں دوپٹہ نور کا

باغِ بخشش سے چلے جب تک نہ جھونکا نور کا ہو بہارِ سامعہ جب تک نہ نغمہ نور کا
سُن نہ لے جب تک لبِ عیسیٰ سے مژدہ نور کا تابِ مہرِ حشر سے چونکے نہ کشتہ نور کا
بوندیاں رحمت کی دینے آئیں چھینٹا نور کا

درحقیقت مبتدا ہے ذاتِ والا نور کا وجہِ وصل و غایت و مقصود و منشا نور کا
نورِ مطلق نے بنایا تجھ کو مبدا نور کا وضعِ واضع میں تری صورت ہے معنیٰ نور کا
یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

مرسلیں انوار، تو جوہر سراپا نور کا سب نبی تارے ہیں تو مہرِ مجلّی نور کا
فرع یہ تو اصل، یہ گل تو حدیقہ نور کا انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقہ سے ہے ان پر نام سچا نور کا

ہے منوّر دن، منوّر رات صدقہ نور کا دھوپ کیسی چاندنی کیا؟ ہے اتارا نور کا
رد زشب آتے ہیں لے کر در پہ کاسہ نور کا یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

جھیل پر ہیں حسن کی دو آہوانِ خوش جمال نور کی رفتار سے بھی تیز تر ہے جنکی چال
مرشدِ کامل نے میرے دی ہے کیا نظری مثال سرمہ گیں آنکھیں حریمِ حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک بن کا رمنا نور کا

دیکھنا کچھ ایسا جوبن لائیں گے دل کے کنول　　دائمی عہدِ جوانی پائیں گے دل کے کنول
تازگی پاکر نہ پھر مرجھائیں گے دل کے کنول　　تابِ حسنِ گرم سے کھل جائیں گے دل کے کنول
نو بہاریں لائے گا گرمی کا جھلکا نور کا

خاک والے تا فلک تیرے توسّط سے گئے　　دیکھنے بس اک جھلک تیرے توسّط سے گئے
نور سے لینے چمک تیرے توسّط سے گئے　　ذرّے مہرِ قدس تک تیرے توسّط سے گئے
حدِ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

برق سے چشمک زنی آخر نہیں کوئی مذاق　　بھول بیٹھا اک تجلّی ہی میں سارا طمطراق
باادب خم آج تک ہے منزلِ نیلی رواق　　سبزۂ گردوں جھکا تھا بہرِ بوسِ براق
پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

نورِ حق را کیف ہو جب مرکب کا پھر کیا پوچھنا　　چال کیا تھی؟ برقِ سینا کا تھا گویا کرندنا
کس کا زہرہ؟ دیکھنا کیسا؟ کہاں کا حوصلہ؟　　تابِ سم سے چوندھیا کر چاند انہی قدموں پھرا
ہنس کے بجلی نے کہا، دیکھا چھلاوا نور کا

رات چمکانے کو دوڑی اخترِ بختِ سیاہ　　رخ اجالے کیدئے، لی صبح نے مکّہ کی راہ
ارتسامِ عکس کرنے دل پر آئے مہر و ماہ　　دیدِ نقشِ سُم کو نکلی رات، پردوں سے نگاہ
پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

مہر آیا بہرِ نظارا، پئے دیدارِ چاند　　نیّرِ تاباں ہوا، اک ایک پرتو وارِ چاند
وہ بنا خورشیدِ عالمتاب یہ صدقہ بارِ چاند　　عکسِ سُم نے چاند سورج کو نکالے جا چاند
پڑ گیا سیم و زرِ گردوں پہ سکّہ نور کا

چاندنی لاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں　　نور برساتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
باادب آتا جدھر انگلی اٹھاتا مہد میں　　چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

دونوں آنکھوں میں ہے خورشیدِ نبوت کی چمک
دونوں پھولوں میں ہے گلزارِ رسالت کی مہک
دونوں شہزادوں میں ہے شاہِ دو عالم کی جھلک
ایک سینے تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسنِ سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

یہ ادا، یہ طور، یہ اندازِ شاہِ دو جہاں
ہو بہو گویا سراپائے حسینِ لامکاں
جیسے شمعِ من رآنی قد رآن الحق ضو فشاں
صاف شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توأم میں لکھا ہے یہ دو رتہ نور کا

کس قدر شفاف ہے آئینہ نوری نہاد
جس کے دیکھے سے خدا بیساختہ آتا ہے یاد
بے نیازِ ہر ستائش، مادرائے حسن داد
کہ گیسو دہن ی ابرو آنکھیں ع س س
کہنیقس ان کا ہے چہرہ نور کا

یہ قصیدہ جو حدِ فکرِ رسا سے دور ہے
جو مضامیں کی بلندی میں بہت مشہور ہے
میں کروں تخمیس اختر کب مرا مقدور ہے
بس رضا احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے۔
ہو گئی تضمین بھی بڑھ کر قصیدہ نور کا

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا
محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و بارک وسلم

نوٹ:- مورخہ ۱۵ ربیع النور (ربیع الاوّل شریف) بروز ہفتہ
دو بجے شب تظمین مکمل ہوئی۔ ۳۰ اپریل ۱۹۷۲ء

۵/۶۱

تضمین[1]

بر سلامِ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اخترِ برجِ رفعت پہ لاکھوں سلام — آفتابِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مجتبیٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام — مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ضَو فشاں رُخ کی طلعت پہ لاکھوں درود — مشعلِ بزمِ وحدت پہ روشن درود
ماہتابِ حقیقت پہ روشن درود — مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کی عظمت پہ صدقے وقارِ حرم — جس کی زلفوں پہ قرباں بہارِ حرم
نوشہِ بزمِ پروردگارِ حرم — شہریارِ ارم، تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

روحِ والشمس وظلہٗ پہ دائم درود — حُسنِ روئے مجلّیٰ پہ دائم درود
تاجدارِ تدلّےٰ پہ دائم درود — شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہِ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

---

[1] جناب اختر الحامدی کا یہ سلام "بہارِ عقیدت" کے نام سے پاک و ہند میں قبل ازیں بارہا چھپ کر خراجِ تحسین حاصل کر چکا ہے ۱۲ اخترؔ شاہجہانپوری

اوجِ تاجِ شفاعت پہ عرشی درود — شاہِ تختِ رسالت پہ عرشی درود
عرش والے کی رفعت پہ عرشی درود — عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

لو ہُوا عرش سے رحمتوں کا ورود — دو جہاں با ادب خم ہیں بہرِ سجود
آگیا وہ کہ نعمت ہے جس کا وجود — نورِ عینِ لطافت پہ الطف درود
زیبِ زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام

جھک گیا جس کے آگے ادب سے حرم — رفعتِ لامکاں جس کے زیرِ قدم
کر گئے نصب جوشش جہت میں عَلَم — سرو نازِ قدم مغزِ رازِ حکم
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

خاورِ ہاشمی پر چمکتا درود — نورِ مُطّلب پہ مہکتا درود
گوہرِ آمنہ پر دمکتا درود — نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا درود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

جن کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور — منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوبِ رب، مالکِ بحر و بر — صاحبِ جمعِ شمس و شقّ القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

کتنی ارفع ہے شانِ حبیبِ خدا — مالکِ دوسرا، سرورِ انبیاء
مقتدیٰ جس کے سب، سب کا جو مقتدا — جس کے زیرِ لوا، آدم و مَن سوا
اس سزا کی سیادت پہ لاکھوں سلام

جس کا فرمان فرمانِ جاں آفریں — پاک قانون جس کا کتابِ مُبیں

وہ جو ہے مظہرِ اسمِ الحاکمیں عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں

اس کی تاجِ ریاست پہ لاکھوں سلام

کیوں نہ بے ساختہ لب پہ آئے درود اٹھ گیا آنکھ سے پردۂ ہست و بود

آگیا مظہرِ ذاتِ ربِّ وَدُود اصلِ ہر بود و بہبود و تخمِ وجود

قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

صدرِ بزمِ امارت پہ بے حد درود میرِ جیشِ ریاست پہ بے حد درود

شرحِ صدرِ صدارت پہ بے حد درود فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود

ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

روزِ اظہارِ قدرت پہ نوری درود صبحِ گلزارِ قدرت پہ نوری دَوَد

مہرِ ضَو بارِ قدرت پہ نوری درود شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود

فتقِ اظہارِ قدرت پہ لاکھوں سلام

یہ سراپا حسیں، رب ہے مطلق جمیل اب نہیں اس میں گنجائشِ قال و قیل

یہ بھی اک ایک ہے جیسے رب بے دلیل بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل

جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

واقفِ رازِ قدرت پہ غیبی درود ملزمِ علم و حکمت پہ غیبی درود

بحرِ اسرارِ وحدت پہ غیبی درود سترِ غیبِ ہدایت پہ غیبی درود

عطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام

تاجدارِ شفاعت پہ لاکھوں درود شہریارِ وجاہت پہ لاکھوں درود

مہرِ جہردتِ قربت پہ لاکھوں درود ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود

شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

روز و شب سرورِ انبیاء پر درود ہر گھڑی، ہر نفس مصطفےٰ پر درود

گنجِ ھد زاہد و پارسا پر درود کنزِ ہر بیکس و بے نوا پر درود

حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

مہرِ تاباں ازل تا ابد پر درود بدر ضو بارِ بدر و اُحد پر درود

جلوۂ عینِ ربِّ صمد پر درود پرتوِ رسمِ ذاتِ اَحَد پر درود

نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

منبعِ ہر شرافت پہ ارشد درود مجمعِ ہر جماعت پہ امجد درود

مرجعِ ہر کرامت پہ بے حد درود مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود

مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

جو ہیں غم خوارِ شاہ و گدا ہر نفس جن کے جلووں سے معدوم حرص و ہوس

ساری دنیا ہے جن کی نمک خوار بس خلق کے دادرس، سب کے فریادرس

کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بیجاں کی طاقت پہ لاکھوں درود مجھ سے بیکل کی راحت پہ لاکھوں درود

مجھ سے بے گھر کی جنت پہ لاکھوں درود مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود

مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

خسروِ بزمِ قوسین و عرش و دنیٰ درۃ التاج سلطانِ ھل اَتیٰ

نورِ شمس الضحیٰ ظلِ بدر الدجیٰ شمعِ بزمِ دنیٰ، مہ جبیں گم کنَ اَیٰ

شرحِ متنِ ہویت پہ لاکھوں سلام

راز دارِ امورِ خفی و جلی — شافعِ ہر گنہگار و ہمہ متقی
اوّلیں نورِ رب، خاتمِ ہر نبی — انتہائے دوئی، ابتدائے یکی

جمعِ تضریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

راحتِ بعدِ کلفت پہ اکثر درود — رحمتِ بعدِ زحمت پہ اکثر درود
طلعتِ بعدِ ظلمت پہ اکثر درود — کثرتِ بعدِ قلت پہ اکثر درود

عزتِ بعدِ ذلت پہ لاکھوں سلام

بے قراروں کی راحت پہ اعلےٰ درود — غمزدوں کی مسرت پہ اعلےٰ درود
بی مع اللہ شباہت پہ اعلےٰ درود — ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلےٰ درود

حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

رہبرِ دین و دنیا پہ بے حد درود — شافعِ روزِ عقبےٰ پہ بے حد درود
ہم ضعیفوں کے ملجا پہ بے حد درود — ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود

ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اصلِ عرفانِ مومن پہ بے حد درود — عزت و شانِ مومن پہ بے حد درود
جانِ ایمانِ مومن پہ بے حد درود — فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود

غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

شرحِ ایجادِ کن، مقصدِ روز و شب — باعثِ زندگی، وجہِ کیف و طرب
اصلِ تخلیقِ کُل، عینِ مقصودِ رب — سببِ ہر سبب، منتہائے طلب

علّتِ جملہ علّت پہ لاکھوں سلام

عطرِ وحدت پہ دائم معطّر درود — ظلِّ ذاتِ مطہّر پہ اطہر درود

عینِ نورِ احد پہ منوّر درود — مصدرِ مظہریّت پہ اطہر درود

مظہرِ مصدریّت پہ لاکھوں سلام

ہے چمن پر توانائی، کلیاں کھلیں — جس کے جلوے سے رجحانیاں کھلیں
خشک شاخوں میں جاں آئی گلیاں کھلیں — زندگی، تازگی پائی، کلیاں کھلیں

اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

سایۂ حق کے ہمسایۂ مرحمت — گنجِ رحمت کے سرمایۂ مرحمت
شرحِ نورانیِ آیۂ مرحمت — قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت

ظلِّ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام

جس پہ قرباں ہیں طوبیٰ کی رعنایاں — حُسنِ موزونیت کی فدا جس پہ جاں
جس کا روح الامیں بُسبلِ مدح خواں — طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں

اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

جس کی توصیف "والنجم طٰہٰ صفا" — جس کی تفسیر "والشمس اور والضحیٰ"
جس کی تعریف "مطلق جمالِ خدا" — وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما

اس خدا ساز ملت پہ لاکھوں سلام

رفعتیں بہرِ سجدہ جہاں خم رہیں — روز و شب کعبہ و لامکاں خم رہیں
بہرِ آداب کروبیاں خم رہیں — جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں

اس سرتاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

شامِ فردوس کی، نورِ واللیل کا — پرتوِ مرحمت، رحمتِ کبریا
وہ سحابِ عطا، ظلِّ لطفِ خدا — وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا

گنجِ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مٹ اندھیرے ضیائے سحر کی رمق — صبح کے خط سے یا پردۂ شب ہے شق
چرخِ واللیل پر وَالضحےٰ کی شفق — لَیْلَۃُ القدر میں مطلع الفجر حق

مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

بُوند جو بھی گری زلفِ نمناک سے — کردئے اس نے پیدا گہر خاک سے
ہیں عیاں رحمتیں گیسوئے پاک سے — لختِ لختِ دل ہر جگر چاک سے

شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام

وصفِ گوشِ نبی اور میں کج زبان — ہے سُجُودُ القمر اسمعِ جن کی شان
جن پہ قربان حسنِ سماعت کی جان — دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

نور کے تڑکے پہلی کرن کا جمال — حُسن میں حُسن باریکیٔ لَم یَزَل
بحرِ انوار میں عکسِ خطِّ ہلال — چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال

اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے چہرے پہ جلووں کا پہرہ رہا — مَن تَرَآنِی کی جنبش میں چہرا رہا
حُسن جس کا ہر اک چھب میں گہرا رہا — جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

لامکاں کی جبیں بہرِ سجدہ جھکی — رفعتِ منزلِ عرشِ اعلےٰ جھکی

لہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کنت اسمع سجود القمر امام العرش وانا فی طفلۃ الاحشاء فرمان رسالت ہے کہ عرش الٰہی کے روبرو چاند کے سجدہ کرنے کی آواز میں سنتا تھا اور میں شکم مادر میں بچہ تھا (زینۃ المجالس ج ۳ ص ۱۷)

عظمتِ قبلۂ دین و دنیا جھکی — جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی

اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

وہ حسیں چشمِ مازاغ و احسن مژہ — کوکبِ صبحِ پرشب کا دامن مژہ
لطف کے در پہ بخشش کی چلمن مژہ — ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ

ظلّۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

رحمتِ ابرِ باراں پہ برسے درود — ماحیٔ فردِ عصیاں پہ برسے درود
شبنمِ لطفِ احساں پہ برسے درود — اشکِ باریٔ مژگاں پہ برسے درود

سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

وہ حسیں پھول گلزارِ مازاغ کا — حسنِ قوسین کی روح جس کی ضیا
چشمِ تابندۂ دیدِ عینِ خدا — معنیٔ قدرای مقصدِ ماطغیٰ

نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

پڑ گئی جس پہ محشر میں بخشش گیا — دیکھا جس سمت ابرِ کرم چھا گیا
رُخ جدھر ہو گیا، زندگی پا گیا — جس طرف اٹھ گئی، دم میں دم آگیا

اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

اَوجِ تاجِ نگاہِ رسا پر درود — بے جھجک دیدِ عینِ خدا پر درود
معنیٔ آیہ ماطغےٰ پر درود — نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود

اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

شمعِ خورشید" ضو دیکھ کر جھلملائے — نجمِ طورِ حسیں کی نظر جھلملائے
مشعلِ حسنِ روئے سحر جھلملائے — جس کے آگے چراغِ قمر جھلملائے

ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

مرآتِ ذاتِ وحدت پہ بے حد درود — صاف پاکیزہ طلعت پہ بے حد درود
تابِ رخسارِ حضرت پہ بے حد درود — ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود

ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے زمانے پہ چھانے لگے — جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے — جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمکتی رنگت پہ لاکھوں سلام

نذر کرتی ہے صبحِ بہاراں درود — پھول سے رُخ پہ ہر دم گل افشاں درود
مہ لقا حسنِ ذیشاں پہ قرباں درود — چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود

نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

مصحفِ نور پر آبِ زر کا وَرَق — یا کفِ حور پہ موتیوں کا طبق
مَنْ رَّآنی میں ہے قد رآئی کی رَمَق — شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق

اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

مہ کو گھیرے ہوئے ہے سنہری کرن — یا لبِ جُو ہے خورشید پرتو فگن
موجِ دریا رواں ہے کنارِ چمن — خط کی گردِ دہن وہ دلِ آرا پھبن

سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کیوں نہ ملت کا ہر زخم ہو مندمل — کیوں نہ پائے سکوں خاطرِ مضمحل
ہر جراحت بنی صحتِ مستقل — ریشِ خوش معتدل ، مرہمِ ریشِ دل

ہالۂ ماہِ نُدرت پہ لاکھوں سلام

موجِ حُسنِ تبسم میں گُل باریاں — اور گل باریوں میں لطافت کی شاں
جن میں قدرت کی باریکیاں ہیں نہاں — پستی پستی گلِ قدس کی پتیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

جن کے عالی مقالات وحیِ خدا — جن کے غیبی اشارات وحیِ خدا
جس کے الفاظ ، آیاتِ وحیِ خدا — وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا

چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس سے ہیں زندگی یاب جان و جناں — پاتے ہیں رونقِ تابِ جان و جناں
فیض سے جس کے سیراب جان و جناں — جس کے پانی سے شاداب جان و جناں

اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

قلزمِ معرفت ، نہرِ عرفاں بنے — بحرِ توحید ، دریائے ایماں بنے
عین سرچشمۂ آبِ حیواں بنے — جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے

اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

رحمتِ حق کی ہونے لگیں بارشیں — دین و دنیا کی لُٹنے لگیں دولتیں
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں — وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس تکلم کی لذت پہ بے حد درود — صاف شستہ عبارت پہ بے حد درود
حُسنِ طرزِ خطابت پہ بے حد درود — اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود

لہ اس بند کے قوافی میں ایطاء جلی ہے لیکن موجودہ دور کی شاعری رفتہ رفتہ ان معنوی بندشوں سے آزاد ہوتی جارہی ہے شعر گوئی کے وقت اگر طبیعت میں روانی ہو اور مضامین کی بہتات ، تو ہر شاعری کے ان قواعد کو قصداً نظر انداز کر دیتا ہوں ۱۲ اختر الحامدی

اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اوجِ شانِ فصاحت پہ لاکھوں درود — جانِ حسنِ بلاغت پہ لاکھوں سلام
گفتگو کی حلاوت پہ لاکھوں درود — اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں سلام

اس کے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

جس کے تابع ہیں مقبولیت کے اصول — منحصر جس پہ ہے رحمتوں کا نزول
وہ دعا جس پہ صدقے درود کے پھول — وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول

اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

جن کی ضو سے ملے راستے دور کے — دن پھرے بختِ شہہائے مہجور کے
جن سے برسیں گہر حسنِ مستور کے — جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے

ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں — رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں — جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس میں ہوں ندیاں سیم و زر کی رواں — جس میں موجیں ہوں آبِ گہر کی رواں
جس میں لہریں ہوں حسنِ قمر کی رواں — جس میں نہریں ہوں شیر و شکر کی رواں

اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

جھک گیا جن کے آگے نشانِ شرف — آستاں بوس جن کا جہانِ شرف
صدقے جن کے شرف پر ہے جانِ شرف — دوش بردوش ہے جن سے جانِ شرف

ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

شمعِ روشن ہے قرآں کے محفل — دیکھ کر جن کو ہیں چاند سورج خجل
ہے غبارِ رسالت پہ تابندہ تل — حجرِ اسود کعبۂ جان و دل

یعنی مہرِ نبوت[1] پہ لاکھوں سلام

جس پہ ہم سب کا بارِ خطا و قصور — خم نہ اصلا کسی وقت مانندِ طور
ہے پسِ و پیش یکساں نظر مثلِ نور — روئے آئینۂ علم، پشتِ حضور

پشتیٔ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

دین و دنیا دیے مال اور زر دیا — حور و غلماں دیئے، خلد و کوثر دیا
دامنِ مقصدِ زندگی بھر دیا — ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا

موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں — کوئی مثلِ یدُاللہ بھی دیکھا نہیں
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانا نہیں — جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

شانِ اسلام ہے آج جن سے فزوں — جن کو ہستی کی بنیادِ محکم کہوں
قصرِ ملت کو ہے جن کے دم سے سکوں — کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستوں

ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کی لہروں میں روحِ سرورِ کرم — جس کی باریکیوں میں ظہورِ کرم
شاخِ دریائے آبِ طہورِ کرم — جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم

---

[1] یہاں رسالت سے دوسرا رسالت و نبوت ہے یعنی مہرِ نبوت نے رسالت و نبوت کو خوبصورت بنا دیا (لاتقسیم) اسی طرح کسی حسین دلہن کے رخسار کا تل یا بے جس حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔ ۱۲ اختر الاسلام

اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

قلزمِ حُسن کی جن کو شاخیں کہیں — جن سے موتے لطافت کے پھوٹا کریں
جن سے نہریں تجلّی کی جاری رہیں — نور کے چشمے لہرائیں ۔ دریا بہیں

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ماہیوں کی بھلائی کے چمکے ہلال — قیدِ غم سے رہائی کے چمکے ہلال
جلوۂ مصطفائی کے چمکے ہلال — عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال

ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

وہ جو حمد و ثنا کا ہے مطلع درود — ہے جو نعت و مناقب کا مقطع درود
وہ جو پڑھتے تھے اصحابِ اربع درود — رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود

شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

عقل حیراں ہے ادراک کو ہے جنوں — کیف ہے سر بسجدہ، خرد سرنگوں
کون پہنچا ہے "ناحدِ سدرہ" دروں — دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں

غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

آسماں ملک اور جَو کی روٹی غذا — لامکاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
کُن فکاں ملک اور جَو کی روٹی غذا — کُل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا

اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

بے بسوں کی قیادت پہ کھنچ کر بندھی — بیکسوں کی رفاقت پہ کھنچ کر بندھی
عاصیوں کی اعانت پہ کھنچ کر بندھی — جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی

اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

اَوج وہ زانوؤں کا ہے نزدیک و دور — یہ جہاں کیا، دو زانو ہے دنیائے نور
یہ ملک یہ فرشتے، یہ غلماں، یہ حُور — انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور

زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

اوّلیں خشت، بنیادِ قصرِ امم — پایۂ کائناتِ وجود و عدم
تکیۂ افتخارِ ستونِ حرم — "ساق" اصلِ قدم، شاخِ نخلِ کرم

شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و دل یعنی نقشِ قدم — جن کی عظمت نہیں عرشِ اعظم سے کم
ہر بلندی کا سر ہو گیا جس پہ خم — کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم

اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جب ہوا نورِ فگن دین و دنیا کا چاند — آیا خلوت سے جلوت میں اسرا کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند — جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

افتخارِ دو عالم ہے ان کا وجود — وہ سراپا کرم ہیں برتر وَدُود
ان پہ ہوتا ابد رحمتوں کا ورود — پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود

یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

ہو گئے دفعتہً خشک جنگل ہرے — پھول اُجڑے ہوئے گلستاں میں کھلے
نہرِ رحمت کے اللہ رے معجزے — زرعِ شاداب و ہر ضرعِ پُرشیر سے

برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

مثلِ مادر حلیمہ پہ احساں کریں — ان کی بخشش کا طفلی میں ساماں کریں

پاسِ حقِ رضاعت کا ہر آں کریں بھائیوں کے لئے ترکِ پستاں کریں

دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

اُمِّ فخرِ نبوت پہ صدہا درود بختِ خاتونِ جنت پہ صدہا درود

اَوجِ آغوشِ شفقت پہ صدہا درود مہدِ والا کی قسمت پہ صدہا درود

بُرجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

دلکش و دلربا پیاری پیاری پھبن خود پھبن نے بھی دیکھی نہ ایسی پھبن

جس پہ قربان اچھی پہ اچھی پھبن اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن

اس خدا جاتی صورت پہ لاکھوں سلام

کیفِ خوشبوئے ایماں فزا پر درود مشک افشاں معطّر ہوا پر درود

بند کلیوں کی شرم و حیا پر درود اُٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پر درود

کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

مولدِ ذاتِ یکتا پہ یکتا درود آمدِ شاہِ والا پہ اعلےٰ درود

تا قیامت شب و روز صدہا درود فضلِ پیدائشی پر ہمیشہ درود

کھیلنے سے کرامت پہ لاکھوں سلام

اوجِ ظرفِ طبیعت پہ عالی درود رفعتِ شانِ فطرت پہ عالی درود

انتہائے سعادت پہ عالی درود اعتلائے جبلّت پہ عالی درود

اعتدالِ طویت پہ لاکھوں سلام

ناز قدرت نما پر ہزاروں درود حُسنِ زلفِ دوتا پر ہزاروں درود

بے لگاوٹ حیا پر ہزاروں درود بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود

بے تکلّف ملاحت پہ لاکھوں سلام

گیسوؤں پر معنبر مہکتی درود رخ پہ صدقے منوّر مہکتی درود

نازکی پر نچھاور مہکتی درود بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود

پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

طرزِ گفتارِ حضرت پہ شیریں درود شہد آمیز لذّت پہ شیریں درود

ساغرِ شیر و شربت پہ شیریں درود میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود

اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

فطرتِ بے خلش پہ کروڑوں درود ظرفِ عالی منش پہ کروڑوں درود

جانبِ دل کشش پہ کروڑوں درود سیدھی سادھی روش پہ کروڑوں درود

سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

اِک ادا ہے خدا جاتی اطوار میں شانِ محبوبیت کی ہے کردار میں

دشت میں یادِ حق ہے، کبھی غار میں روزِ گرم و شبِ تیرہ و تار میں

کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ نگیں ہیں سماک و سمک جس کے حلقے میں ہیں چاند سورج فلک

جس کا سکّہ رواں فرش سے عرش تک جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک

اس جہانگیر عشمت پہ لاکھوں سلام

شرم سے آنکھ تارے جھپکنے لگے مہ و مہر حیرت سے تکنے لگے

ذرّے خورشید بن کر چمکنے لگے اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے

جلوہ ریزیٔ دعوت پہ لاکھوں سلام

وقفِ حمد و ثنا لب پہ بے حد درود — ہر گھڑی ذاکرِ رب پہ بے حد درود
ان کے ہر طور، ہر ڈھب پہ بیحد درود — لطفِ بیداریِ شب پہ بے حد درود
عالمِ خوابِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جلوۂ حُسنِ قدرت پہ نوری درود — لمعۂ برقِ طلعت پہ نوری درود
مژدۂ شامِ راحت پہ نوری درود — خندۂ صبحِ عشرت پہ نوری درود
گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شانِ خُلق و محبت پہ دائم درود — عامِ بخشش کی عادت پہ دائم درود
بندہ پرور طبیعت پہ دائم درود — زمیِ خوئے لینت پہ دائم درود
گرمیِ شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

خود سَری کی تنی گردنیں جھک گئیں — سرکشوں کی اُٹھی گردنیں جُھک گئیں
تھیں جو اونچی وہی گردنیں جُھک گئیں — جس کے آگے کبھی گردنیں جُھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

فرقِ مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی — قصۂ طُور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بیہوش، جلووں میں گُم ہے کوئی — کس کو دیکھا؟ یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

تھے صحابہ میں یوں آمنہ بی کے لال — جیسے تاروں کی جھرمٹ میں بدرِ کمال
حلقۂ نور میں نیّرِ لازوال — گردِ مہ، دشتِ انجم میں رخشاں ہلال
بدر کی دفعِ خلعت پہ لاکھوں سلام

ان کی ہیبت سے وہ کپکپاتی زمیں — ڈر سے پیہم پسینے بہاتی زمیں

گونج سے خوف شیروں کی کھاتی زمیں — شورِ تکبیر سے تھرتھراتی زمیں
جنبشِ جیشِ نصرت پہ لاکھوں سلام

برّشِ تیغِ بُرّاں سے بَن گونجتے — شورشِ شیر یزداں سے بَن گونجتے
زورِ تکبیرِ مرداں سے بَن گونجتے — نعرہ ہائے دلیراں سے بَن گونجتے
غرّشِ کوسِ جرأت پہ لاکھوں سلام

اِس قدر ہے حسیں بدر کا معرکہ — اوّلیں باب تاریخِ اسلام کا
لب پہ نصرت کے نَصْرٌ مِّنَ اللہ تھا — وہ چقا چاق خنجر سے آتی صدا
مبتدائے تیری صولت پہ لاکھوں سلام

فوجِ اعدا میں کھس کر سناں بازیاں — دور ہی سے کبھی تیر اندازیاں
پرچمِ افتخارِ صفِ غازیاں، — اُن کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

ان کے پاکیزہ گیسو پہ لاکھوں درود — ان کی عنبر فشاں بُو پہ لاکھوں درود
ان کے آئینۂ رُو پہ لاکھوں درود — الغرض ان کے ہر مُو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام

اُن کے اطوار و عادت پہ نامی درود — ان کی خلوت پہ، جلوت پہ نامی درود
ان کے ہر دور و ساعت پہ نامی درود — ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

ذاتِ یکتا کے ان پر کروڑوں درود — ربِّ کعبہ کے ان پر کروڑوں درود
حق تعالےٰ کے ان پر کروڑوں درود — ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود

ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

اصل باغِ سلف، غنچہائے قدس — روحِ عطرِ شرف، غنچہائے قدس
مشتِ جنت بکف، غنچہائے قدس — پارہائے صحف، غنچہائے قدس

اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس میں پاکیزگی کے گل ایسے کھلے — جس سے عفت کے گلشن معطر ہوئے
خلدِ قدس و عصمت مہک جس سے لے — آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے

اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

مظہرِ مصدرِ ذاتِ ربِّ قدیر — جن کے دیکھے سے ہوتے ہیں روشن ضمیر
ماہِ توحید کے نجم ہائے منیر — خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر

ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ سلطانِ ہر دوسرا — نورِ چشمِ جنابِ حبیبِ خدا
عینِ لختِ دلِ سرورِ انبیاء — اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفٰے

مجدآرائے عفت پہ لاکھوں سلام

وہ ہدیٰ جس کی تطہیر اللہ رے — آسماں کی نظر بھی نہ جس پر پڑے
جس کا دامن نہ دھونا ہوا چھو سکے — جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

اس دلائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

صادقہ، صالحہ، عالمہ، عابدہ — صاف دل نیک خو، پارسا، شاکرہ
عابدہ، زاہدہ، ساجدہ، ذاکرہ — سیّدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ

جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

گوہرِ فاطمہ، مرکزِ اتقیاء — پسرِ مرتضٰے، مرجعِ اصفیاء
نورِ نورِ خدا، سرورِ اولیاء — حسنِ مجتبٰے، سیّد الاسخیاء

راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

ہو گئے اغنیاء جن کے در کے گدا — بھیک لیں جن سے شام و سحر اتقیاء
برجِ ماہِ کرم، درجِ دُرِّ عطا — اوجِ مہرِ سخا، موجِ بحرِ ندیٰ

رُوحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

گفتگو میں ہے طرزِ بیانِ نبی — بن گئی ہے زباں ترجمانِ نبی
فیضیابِ زلالِ دہانِ نبی — شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی

چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

تاجورِ صبر کا شاہِ گلگوں قبا — کشتۂ ہر جفا، شاہِ گلگوں قبا
وہ قتیلِ رضا شاہِ گلگوں قبا — اس شہیدِ بلا، شاہِ گلگوں قبا

بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

خاص لعلِ صدف، مہرِ برجِ شرف — ماہِ اوجِ سلف، مہرِ برجِ شرف
شانِ حیدر بکف، مہرِ برجِ شرف — دُرِّ درجِ نجف، مہرِ برجِ شرف

رنگ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام

آگیا فرش پہ آسمانِ شفیق — مرکزِ ہاشمی، خاندانِ شفیق
مشفقِ مشفقاں، امنِ امنانِ شفیق — اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق

بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

عظمتِ شانِ بیت الشرف پر درود — اوجِ ایوانِ بیت الشرف پر درود

نورِ بارانِ بیت الشرف پر درود　　جلوہ گیانِ بیت الشرف پر درود

پردہ گیانِ عفت پہ لاکھوں سلام

وہ انیسِ غمِ مونسِ بیکساں　　وہ سکونِ دلِ مالکِ انس و جاں
وہ شریکِ حیاتِ شہِ لامکاں　　سیّما پہلی ماں ، کہف امن و اماں

حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام

فرش پر تھی مگر عرش منزل ہوئی　　یعنی جلوہ گہِ حسنِ کامل ہوئی
عرش والے کے جلووں کی حامل ہوئی　　عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی

اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

رات دن ہے جہاں سر بسجدہ ادب　　رفعتیں جس کو ہر آن دیتا ہے رب
خاص جلوہ گہِ تاجدارِ عرب　　منزلِ تحن قصب لا نصب لا صخب

ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

شمعِ تابانِ عرشِ آستانِ نبی　　غم گسارِ نبی ، طبعِ دانِ نبی
راحتِ قلب و روحِ روانِ نبی　　بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی

اس حریمِ برارت پہ لاکھوں سلام

عظمتِ حسن معمور جن کی گواہ　　عفتِ ذاتِ مستور جن کی گواہ
شانِ رب چشم بد دور جن کی گواہ　　یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ

ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام

جن سے اپنی نگاہیں ہوائیں چرائیں　　دیکھنے کا تصور بھی دل میں نہ لائیں
جن کے پردے کا پرتو فرشتے نہ پائیں　　جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں

ان صوادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

ساقیِ بزمِ میخانۂ اجتہاد　　روحِ صہبائے پیمانۂ اجتہاد
شانِ دربارِ شاہانۂ اجتہاد　　شمعِ تابانِ کاشانۂ اجتہاد

مفتیِ چار ملت پہ لاکھوں سلام

کُل شہیدانِ بدر و اُحد پر درود　　سب فدایانِ بدر و احد پر درود
جیشِ مردانِ بدر و اُحد پر درود　　جاں نثارانِ بدر و اُحد پر درود

حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام

رفعت و افضلیت کا مژدہ ملا　　خاص عزت و وجاہت کا مژدہ ملا
رحمتِ کُل سے رحمت کا مژدہ ملا　　وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا

اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

خلق سے جن کا افضل ہوا مرتبہ　　جن کو امت کا تختِ وزارت ملا
اوّلیں نائبِ سرورِ دوسرا　　خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا

اوّلِ احمدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام

ذاتِ والا کے سرمایۂ اصطفار　　شرحِ پاکیزہ آیۂ اصطفار
رکنِ تختِ نبی ، پایۂ اصطفار　　سایۂ مصطفےٰ ، مایۂ اصطفار

عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

جلوۂ مشعلِ تابناکِ سُبل　　بوستانِ نبی کا مہک بار گُل
بعد محبوبِ حق شاہِ مخلوقِ کُل　　یعنی اس افضل الخلق بعد الرسُل

ثانیِ اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

قصرِ پاکِ خلافت کے رکنِ رکیں — شاہِ قوسین کے نائبِ اولیں
یارِ غارِ شہنشاہِ دنیا و دیں — اَصْدَقُ الصَّادِقیں، سَیِّدُ المُتَّقِیں
چشمِ گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر، وہ حبیبِ شہِ بحر و بر — وہ عمر، خاصۂ ہاشمی تاجور
وہ عمر کھل گئے جس پہ رحمت کے در — وہ عمر، جس کے اعداء پہ شدید اقتدر
اس خداداد دولت پہ لاکھوں سلام

شمعِ ہر راہِ مشکل امام الہدیٰ — نجم گم کردہ منزل امام الہدیٰ
رہبرِ دینِ کامل امام الہدیٰ — فارقِ حق و باطل امام الہدیٰ
تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

ہے گہر بار دُرِ بار کانِ نبی — پھول برسا رہا ہے دہانِ نبی
ہُو بہو شانِ حسنِ بیانِ نبی — ترجمانِ نبی، ہمزبانِ نبی
بانیانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

عاشقِ یوسفِ ہاشمی پہ درود — وقف بابِ مَعَ اللّٰہِ لی پہ درود
ساجدِ بارگاہِ نبی پہ درود — زائرِ مسجدِ احمدی پہ درود
دولتِ جیشِ عسرت پہ لاکھوں سلام

وہ غنی کیوں نہ تقدیر کا ہو دھنی — جس نے پائے ہوں دو لعلِ کانِ نبی

سلہ اس مصرعہ میں حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ خطابت بیان کی جارہی ہے۔ یعنی سرکارِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسنِ بیان ہو بہو ترجمانِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتا تھا جیسے کہ دہانِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے پھولوں کی بارش ہورہی ہے ۱۲ اختر الحامدی

شرحِ نورٌ علےٰ نُور ہے زندگی — دُرِّ منثورِ قرآں کی سِلک بھی
زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام

گنجِ لطف و کرم، ابرِ جود و عطا — حاتمِ دولتِ شاہِ ارض و سما
سرورِ اسخیاء، سیّدِ الاغنیاء — یعنی عثمان، صاحبِ قمیصِ بُدےٰ
حلقہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

سرورِ اولیائے زمان و زمیں — مرکزِ معرفت اصلِ علم الیقیں
بابِ علمِ شہنشاہِ دنیا و دیں — مرتضےٰ شیرِ حق اشجعُ الاشجعیں
ساقیِ شیرِ وحدت پہ لاکھوں سلام

شمعِ راہِ ہدےٰ، وجہِ وصلِ خدا — ذاتِ مشکل کشا، وجہِ وصلِ خدا
حیدری سلسلہ، وجہِ وصلِ خدا — اصلِ نسلِ صفا، وجہِ وصلِ خدا
بابِ فضلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

نورِ رب، قامعِ اہلِ رفض و خروج — طاعن و مانعِ اہلِ رفض و خروج
ماحی و قاطعِ اہلِ رفض و خروج — اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام

فاتحِ لشکرِ فاتحانِ زمن — تیغِ اتنا تحمّنا ہے جوہر فگن
بازوئے مصطفےٰ، پنجۂ پنجتن — شیرِ شمشیر زن، شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

آفتابِ ولایت کا پایا عروج — جس سے روشن ہوئے معرفت کے بُرج
یعنی دُرِّ نجف، اصلِ جملہ بُرج — ماحیِ رفض و تفضیل و نصب و خروج

ماحیٔ دین و سنت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ کی خوشی صرف جن کی طلب ہے خدا کی رضا زندگی کا سبب
شاملِ حلقۂ دینِ محبوبِ رب مؤمنیں پیشِ فتح و پسِ فتح سب
اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

اس نظر کا مقدر ہے کس اوج پر اس کی تقدیر ہے کس قدر رفعت در
اس نظر پر فدا تابِ چشمِ سحر جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

جن کا کوثر ہے جنت ہے اللہ کی جن کے خادم پہ شفقت ہے اللہ کی
دوست پر جن کے رحمت ہے اللہ کی جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام

عارفِ کاملانِ شرابِ طہور ہے نظر جن کی جانِ شرابِ طہور
ساقیٔ عارفانِ شرابِ طہور باقیٔ ساقیانِ شرابِ طہور
زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام

جتنے تارے ہیں اس چرخِ ذی جاہ کے جس قدر ماہ پارے ہیں اس ماہ کے
جانشیں جو ہیں مردِ حق آگاہ کے اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
اُن سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام

ان کی ہر افضلیت پہ اعلےٰ درود ان کی شانِ وجاہت پہ اعلیٰ درود
ان کی پاکیزہ نسبت پہ اعلےٰ درود ان کی بالا شرافت پہ اعلےٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

نجم ہائے درخشانِ محسنِ لطیف جن سے روشن ہوئے سینہ ہائے کثیف
چار ارکانِ ایوانِ شرعِ شریف شافعی، مالک، احمد، امام حنیف
چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام

تاجدارانِ ملت پہ کامل درود پیشوایانِ امت پہ کامل درود
رہبرانِ حقیقت پہ کامل درود کاملانِ طریقت پہ کامل درود
حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام

حق کے محرم، امام التقےٰ والنقےٰ ذاتِ اکرم، امام التقےٰ والنقےٰ
قطبِ عالم، امام التقےٰ والنقےٰ غوثِ اعظم، امام التقےٰ والنقےٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

لعلِ درجِ علی، گنجِ دُرِّ مراد مشعلِ معرفت، کعبۂ اعتقاد
قبلۂ اہلِ دل، جانِ اہلِ عباد قطبِ ابدال وارشاد و رشد الرشاد
محیِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

بحرِ علمِ شریعت پہ بے حد درود میرِ بزمِ فضیلت پہ بے حد درود
خضرِ راہِ ہدایت پہ بے حد درود مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

ایسی برتر ہوئی گردنِ اولیاء اوجِ مسند پہ ہوئی گردنِ اولیاء
عرش بر سر ہوئی گردنِ اولیاء جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شرح پر نورِ آیاتِ پیشینیاں مظہرِ خاص حالاتِ پیشینیاں

جو کہ ہیں پیکرِ ذاتِ پیشینیاں شاہِ برکات و برکات پیشینیاں

نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

مظہرِ جدِّ امجد امام الرشد خاص فرزندِ ارشد امام الرشد

سعد و مسعود و اسعد امام الرشد سیّدِ آلِ محمّد امام الرشد

گلِ روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام

جس کی سرکار ہے بارگاہِ قبول جس کے دربار میں اولیا ہیں شمول

جس پہ ہے رحمتِ مصطفےٰ کا نزول حضرتِ حمزہ شیرِ خدا و رسول

زینتِ قادریّت پہ لاکھوں سلام

رفعت و شوکت و شان و اوج و کمال عظمت و ہیبت و عزّ و جاہ و جلال

تابش و طلعت و نور و حسن و جمال نام و کام و تن و جاں و حال و مقال

سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

غنچۂ باغ، جود و نوالِ رسول پرتوِ شمعِ جاہ و جلالِ رسول

جلوۂ طُور، حسن و جمالِ رسول نورِ جاں، عطرِ مجموعہ، آلِ رسول

میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

بھیک لیتے ہیں جس در سے اہلِ مراد خم جہاں اصفیاء کا سرِ اعتقاد

مرکزِ مظہرِ نورِ قُلْ یَعْبَاد زیبِ سجّادہ سجّادِ نوری نہاد

احمدِ نورِ طینت پہ لاکھوں سلام

ہے خدایا کرم بارِ تیری جناب از طفیلِ جنابِ رسالت مآب

وہ کہ لیس وظائفہ جسکا خطاب بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب

تا ابدالِ سنّت پہ لاکھوں سلام

میں بھی ہوں اک گدائے درِ اولیاء میں بھی ہوں اک سگِ کوئے غوث الوریٰ

میں بھی ہوں ذرّہ کوچۂ مصطفےٰ تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا

بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام

تیری رحمت رہے ان پہ پرتو فگن ان پہ ہو سایۂ لطفِ شاہِ زمن

دیر تک یہ درخشاں رہے انجمن میرے استاد، ماں باپ، بھائی بہن

اہلِ وُلد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

ابرِ جود و عطا کس پہ برسا نہیں تیرا لطف و کرم کس پہ دیکھا نہیں

کس جگہ اور کہاں تیرا قبضہ نہیں ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں

شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

آفتابِ قیامت کے بدلے ہوں طور جبکہ ہو ہر طرف نفسی نفسی کا شور

جب کسی کا کسی پر نہ چلت ہو زور کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور

بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مرشدی شاہ احمد رضا خاں رضا فیضیابِ کمالاتِ حسّاں رضا

ساتھ اختر بھی ہو زمزمہ خواں رضا جبکہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نورِ عرشہ سیّدنا و حبیبنا و شفیعنا و مولانا محمّد و آلہ و اصحابہ و ابنہ الغوث الاعظم و شہید محبۃ الاکرم وارث علوم و سالک طریقۃ مولانا و ماوانا احمد رضا البریلوی و علیٰ جمیع محبیہ من اہل السنۃ الیٰ یوم القیامۃ۔

تضمین بر نعتِ استادِ زمن حضرتِ علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
برادرِ خورد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ و تلمیذِ بلبلِ ہند، دبیر الدولہ
فصیح الملک جناب داغؔ دہلوی مرحوم

تضمین	نعت
مدینے میں ہیں شہر یارِ مدینہ	عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
ہے رضواں بجا افتخارِ مدینہ	کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ
نگاہوں میں ہے ہیچ ہر پھول بالکل	مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں دشتِ طیبہ بہارِ بریں ہے	ہمیں گل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ
عجب ہے مقدر دلِ ناتواں کا	بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا
ادب سے ہے سر خم جہاں آسماں کا	بیاں کیا ہو عزّ و وقارِ مدینہ
بس اُڑ کر سوئے رحمت آباد جائے	مری خاک یارب نہ برباد جائے
یہ ذرّہ بھی تاروں میں ہو جائے شامل	پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ
کھلیں پھول ہستی کے گلشن میں یارب	کبھی تو معاصی کے خرمن میں یارب
لگی تھی جو کل دشتِ ایمن میں یارب	لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ
رُخِ گل پہ جب تازگی دیکھتا ہوں	رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں
کلی خندہ زن جب کوئی دیکھتا ہوں	مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

بہارِ جناں آج مجھ پہ فدا ہے
جدھر دیکھئے باغِ جنت کھلا ہے

زمیں پہ مزہ خلد کا آرہا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

سیہ خانہ ہو طُور ان کی ضیا سے
رہیں ان کے جلوے، بسیں ان کے جلوے

منوّر ہوں اے کاش سب داغ دل کے
مرا دِل بنے یادگارِ مدینہ

مِلا طور موسےٰ کو اَوجِ مکرّم
بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم

اُڑا کر دَنیٰ پر تقرب کا پرچم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

ہے فردوس بھی ایک حصہ یہاں کا
دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا

غلامِ کرم ہیں ملائک بھی ان کے
ہمیں اِک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

ذرا دیکھے ان کا مقدّر تو کوئی
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی

بربِّ مدینہ مقدّس سمجھ کر
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

پئے غوثِ اعظم، طفیل رضا دے
مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے

مجھے مدحِ محبوب کا یہ صلہ دے
خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

نہ کیوں ناز ہو اخترِ بے نوا کو
شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو

جو بے مانگے دیتے ہیں شاہ و گدا کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

تضمین بر نعت حضرت لسان الحسّان علّامہ ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

انوار کی بارش ہوتی ہے، ضَو بار گھٹائیں ہوتی ہیں !
ڈوبی ہوئی کیفِ حمد میں جب بلبل کی نوائیں ہوتی ہیں !
پھولوں پہ نسیمِ جنت کی قربان ادائیں ہوتی ہیں
طیبہ کے شگفتہ باغوں کی دلکش وہ فضائیں ہوتی ہیں
خوشبو سے معطّر دم بھر میں عالم کی ہوائیں ہوتی ہیں

پرکیف ہوائیں طیبہ کی عنوانِ ترنّم کیوں نہ بنیں
خاموش فضائیں وقتِ سحر فطرت کا تکلّم کیوں نہ بنیں
ضَو بخش ضیائیں تاروں کا زرپاش تبسّم کیوں نہ بنیں
مینارِ حرم کے جلووں سے تارے مہ و انجم کیوں نہ بنیں
روضہ پہ تجلّی بار آکر، سورج کی ضیائیں ہوتی ہیں

ہستی کی رہِ مشکل میں مجھے خطرہ ہے نہ کوئی اب غم ہے
یا سرورِ عالم شام و سحر جب میرے لبوں پر ہر دم ہے
مِن جانبِ حق اے صلِّ علیٰ الطاف کی بارش پیہم ہے
عنوانِ مناجات بخشش سرکار کا اسمِ اعظم ہے
نامِ شہِ دیں کی برکت سے مقبول دعائیں ہوتی ہیں

کیوں سامنے سب کے محشر میں ہوں نادم و رُسوا اَب عاصی

دامانِ کرم کے سائے میں ہیں روزِ ازل سے سب عاصی
وہ کچھ بھی سہی، پھر بھی ہیں مگر محبوبِ حبیبِ رب عاصی
روتے ہیں خطاؤں پہ اپنی ہو ہو کے پشیماں جب عاصی
مولیٰ کی طرف سے بندوں پہ کیا کیا نہ عطائیں ہوتی ہیں
ہوتے ہیں روانہ سوئے عدم، جو دید کی حسرت دل میں لئے
ہر گام پہ لَاتَحْزَنْ کے انہیں آتے ہیں نظر اختر جلوے
آنکھوں سے حریمِ انور تک اُٹھ جاتے ہیں دُوری کے پردے
مرقد کی اندھیری راتوں میں ہوتے ہیں ضیا روشن چہرے
روضے کی حسیں قندیلوں کی سینے میں ضیائیں ہوتی ہیں

۹/۶۵

تضمین بر نعتِ برادرِ معظم حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن نیّر حامدی رضوی جیلانی جودھپوری رحمۃ اللہ علیہ

کونین سے سوا ہے حقیقت رسول کی — ارض و سما رسول کے، جنت رسول کی
ہے عرش فرشِ پا، یہ ہے عظمت رسول کی — قوسین ما و را زہے رفعت رسول کی
اللہ جانے کیا ہے حقیقت رسول کی

صلِّ علیٰ حبیبِ خدا کا یہ مرتبہ — معراج میں بلائے گئے تا حدِ دنیٰ
ارفع مقامِ قرب تھا اتنا حضور کا — حد ہے کہ تھک کے طائرِ سدرہ بھی رہ گیا
قاصر مگر ہوئی نہ عزیمت رسول کی

آیاتِ بیّنات ہیں ان کی صفاتِ پاک — شرحِ صفاتِ ذاتِ خدا ہے حیاتِ پاک
قرآں بکف حضور کے ہیں تذکراتِ پاک — ہے ہاشمی و مطلبی ان کی ذاتِ پاک
مشہور کُن فکاں ہے شرافت رسول کی

کیا ان کے اَوج تک ہو رسا ذہنِ مشتِ پاک — روح الامیں کے ہوش و خرد بھی جہاں ہیں چاک
نورِ مبیں ہیں، ذاتِ مبیں ہے وہ تابناک — محسوس سے مبرّہ ہے معقول سے ہے پاک
ادراک سے ورا ہے حقیقت رسول کی

ہے لاج یہ غلاموں کی قربانِ مصطفٰے — امت ہے حشر میں تہِ دامانِ مصطفٰے
یہ شانِ مرحمت ہے یہ احسانِ مصطفٰے — آزاد نار سے ہیں غلامانِ مصطفٰے
آغوش میں لئے ہے شفاعت رسول کی

سرسبز نقشِ پا سے ہوا دشتِ لَق و دَق — انگلی اٹھی تو چاند بھی تھا درمیاں سے شق
دیکھے یہ معجزے تو ہوا روئے کفر فق — اصنام اوندھے منہ گرے سنتے ہی حبار الحق
پتھر کو موم کرتی ہے ہیبت رسول کی

سردارِ انبیاء ہیں، پیمبر وہ حق کے ہیں — محبوبِ ہر رسول سے بڑھ کر وہ حق کے ہیں
آئینۂ جمالِ منوّر وہ حق کے ہیں — ظاہر ہے مَن رَانی سے مظہر وہ حق کے ہیں
نورِ خدائے پاک ہے صورت رسول کی

تیرا شرف یہ روضۂ سلطانِ باوقار — جلوہ فروز تجھ میں ہیں محبوبِ کردگار
آغوش میں ہیں تیری دو عالم کے تاجدار — سو جاں سے میں ہوں گنبدِ خضرا ترے نثار
تو عرشِ حق ہے تجھ میں ہے تربت رسول کی

روشن جبیں ہے سجدوں کی تابش سے حشر تک — آئینہ رُخ سے نورِ الٰہی کی ہے جھلک

ہم ہیں وہ عاشقانِ نبی اس میں کیا ہے شک — محشر میں سنّیوں کو کہیں دیکھ کر ملک

دیکھ وہ آرہی ہے جماعت رسول کی

مانا کہ میرے جرم و معاصی ہیں شرمناک — اعمالِ بد ہزار ہیں پھر بھی نہیں ہے باک

فکرِ عذابِ حشر سے اے دل نہ ہو ہلاک — ہوتا ہے دم زدن میں وہ عاصی خطا سے پاک

جس پہ ذرا ہو چشمِ عنایت رسول کی

اختؔر کی یہ دعا ہے خداوندِ کردگار — مجھ سے نہ جیتے جی چھُٹے سرکار کا دیار

ہو جاؤں خاکِ روضۂ پُرنور پہ نثار — میں نقدِ جاں کو وار دوں نیّر ہزار بار

حاصل ہو یونہی کاش زیارت رسول کی

مدد اے آمنہ کے لال (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

بہر پہلو اذیّت، ہر نفس تکلیفِ روحانی — سراپا درد بن کر رہ گئی ہے ہستیٔ فانی
نزول آفاتِ پیہم کا، حوادث کی فراوانی — امید و یاس و حسرت، رنج و غم، حزن و پریشانی
فلک بے مہر، طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی!

اجڑتا جا رہا ہے رفتہ رفتہ گلشنِ ہستی — حوادث آہ لوٹے لے رہے ہیں قلب کی بستی
امنگیں ہیں نہ اب دل میں، نہ اب ہے روح میں مستی — ہوئی جاتی ہے پروازِ تخیّل مائلِ پستی
فلک بے مہر طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

مجسم کرب و بے چینی مرا دل ہوتا جاتا ہے — مجھے اب سانس تک بھی لینا مشکل ہوتا جاتا ہے
مسافر زیست کا گم کردہ منزل ہوتا جاتا ہے — نظر سے دُور رفتہ رفتہ ساحل ہوتا جاتا ہے
فلک بے مہر طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

مسلسل رنج و غم نے چھین لی ہے ہر خوشی مجھ سے — ہنسی یوں دور ہے جیسے کہ ہے روٹھی ہوئی مجھ سے
مرا ہر ہر نفس رکھتا ہے گویا دشمنی مجھ سے — نگاہیں پھیرتی جاتی ہے میری زندگی مجھ سے
فلک بے مہر طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

یہ دل شام و سحر افسردہ و مغموم رہتا ہے — نہ جانے کس قدر آٹھوں پہر دکھ درد سہتا ہے
مسلسل ایک دے یا اشک کا آنکھوں سے بہتا ہے — حضور اب آپ سے بیمار اختر حال کہتا ہے

فلک بے مہر طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

دل افگاروں کے ہر زخمِ جگر کا آپ مرہم ہیں — علاجِ لادوا ہیں، غمزدوں کا چارۂ غم ہیں
فقط ہم بیکسوں کی آپ دنیا، آپ عالم ہیں — ہمارا آپ ہی دل، آپ ہی جاں، آپ ہی دم ہیں

فلک بے مہر طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی

مسلسل زخم کھا کر نیم جاں ہے قلب سینے میں — خراشیں پڑ چکی ہیں سیکڑوں اس آبگینے میں
یہ جینا بھی کوئی جینا ہے، مرنے میں نہ جینے میں — تمنا ہے پہنچکر موت آجائے مدینے میں

فلک بے مہر طالعِ نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی

بس اب حد سے سوا ہے دردِ دل، دردِ جگر آقا — مری جانب بھی الطاف و کرم کی اِک نظر آقا
نگاہِ آرزو آٹھوں پہر ہے سوئے در آقا — خدارا کیجئے نخلِ تمنّا بار ور آقا

فلک بے مہر طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی
مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

سلام اے روشنی ہر کور کی، قوت ضعیفوں کی — سلام اے قسمتیں چمکانے والے تیرہ بختوں کی
سلام اے بھرنے والے جھولیاں اپنے فقیروں کی — سلام اے قبلۂ حاجات، اے دولت غریبوں کی

فلک بے مہر، طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی

مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

سلام اے مالک و مختارِ جنت رات دن تم پر
سلام اے صاحبِ تاجِ شفاعت رات دن تم پر
سلام اے سرورِ ملکِ نبوت رات دن تم پر
سلام اے نوشہ بزمِ رسالت رات دن تم پر

فلک بے مہر طالع نارسا، دِل وقفِ حیرانی

مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

درود ایں آپ پر اے لامکاں عرشِ عُلیٰ والے
درود ایں آپ پر قوسین والے اور دنیٰ والے
درود ایں آپ پر والشمس والے والضحیٰ والے
درود ایں آپ پر ما زاغ والے ماطغیٰ والے

فلک بے مہر، طالع نارسا، دل وقفِ حیرانی

مدد اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

۲/۶۷

فریادِ محسّم

قصۂ کرب و اذیّت کیا کہوں، کیونکر کہوں
مضطرب دل کی حقیقت کیا کہوں، کیونکر کہوں
ہر سکوں ہے نذرِ کلفت کیا کہوں، کیوں کر کہوں
لُٹ گیا سامانِ راحت کیا کہوں، کیونکر کہوں

داستانِ شامِ غربت، کیا کہوں، کیوں کر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت، کیا کہوں، کیونکر کہوں

میں گرفتارِ حوادث ہوں، کبھی صیدِ اَلَم
مبتلائے دردِ پیہم ہوں، کبھی نخچیرِ غم
جاں گُسل حالات سے رہتا ہوں اکثر چشمِ نم
توڑتی رہتی ہے مجھ پہ گردشِ دوراں ستم

اپنی روداد مصیبت، کیا کہوں، کیوں کر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت، کیا کہوں، کیونکر کہوں

ناگہانی آفتیں لحظہ بہ لحظہ ہیں فزوں
مٹ چکا ہے اب کتابِ دل سے عنواں سکوں
ہو چکا اِک ایک ایوانِ مسرّت سرنگوں
زیست کا ہر سانس اب ہے حاملِ سوزِ دروں
دن ہے محشر، شب قیامت، کیا کہوں، کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت، کیا کہوں، کیوں کر کہوں

ہر خوشی کے رُخ پہ اب رنج و محن کی گرد ہے
ہر تبسّم کی کلی کا غم سے چہرہ زرد ہے
ہر سکوں میں اِک پیامِ اضطرابِ درد ہے
ہر نَفَس گویا بجائے خود اِک آہِ سرد ہے
لُٹ گئی بزمِ مسرّت، کیا کہوں، کیوں کر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت، کیا کہوں، کیونکر کہوں

غم سے خالی کوئی بھی ساعت نظر آتی نہیں
یک نَفَس آرام کی صورت نظر آتی نہیں
کوئی شَے دنیا میں جز کلفت نظر آتی نہیں
زندگی میں اب مجھے راحت نظر آتی نہیں
میں ہوں وہ برگشتہ قسمت، کیا کہوں، کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت، کیا کہوں، کیونکر کہوں

ایک محرومِ کرم، محرومِ سایا، ہوں حضور
بخت کا مارا، زمانے کا ستایا ہوں حضور
روح افسردہ، شکستہ قلب لایا ہوں حضور
بن کے فریادِ مجسّم در پہ آیا ہوں حضور
آپ پر روشن ہے حالت، کیا کہوں، کیوں کر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت، کیا کہوں کیوں کر کہوں

ٹھوکریں کھاتا رہوں آخر کہاں تک دَر بدر
ہے کوئی پُرسانِ غم میرا نہ کوئی چارہ گر

سوئے در ہے اب نگاہِ آرزو آٹھوں پہر یا حبیبی یا رسولَ اللہ بر مَن یک نظر

اب نہیں کہنے کی طاقت کیا کہوں کیونکر کہوں

اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں کیونکر کہوں

نوشۂ بزمِ دنیٰ، اَسریٰ کے دولہا آپ ہیں صاحبِ قوسین، سلطانِ تدلّٰی آپ ہیں

والضحیٰ والشمس ہیں لیٰسین وطٰہٰ آپ ہیں نورِ حق ہیں، نور سرتاپا ہیں، کیا کیا آپ ہیں

مہر بر لب ہے شریعت، کیا کہوں، کیونکر کہوں

اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں، کیونکر کہوں

حاضرِ در ہے گدائے بابِ رحمت آپ کا اخترِ مدّاحِ سلطانِ رسالت آپ کا

خاطئی و عاصی ہے یہ غرقِ ندامت آپ کا کچھ بھی ہے لیکن بہر صورت ہے حضرت آپ کا

آپ سے پھر بھی ہے نسبت، کیا کہوں، کیونکر کہوں

اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں، کیونکر کہوں

۳/۶۸

قدموں میں بُلا لیجئے

آنکھیں ہیں مری تشنۂ دیدارِ مدینہ ہر وقت تصوّر میں ہیں انوارِ مدینہ

فردوسِ نظر ہیں در و دیوارِ مدینہ ہے شوق زمیں بوسیٔ دیارِ مدینہ

للہ کرم احمدِ مختارِ مدینہ

قدموں میں بلا لیجئے سرکارِ مدینہ

ہے وادیٔ بطحا کا جو سودا مرے سر میں ہر دم خلشِ ہجر سے ہے درد جگر میں
لاتا ہے جنوں مجھ کو اسی راہ گذر میں رہتا ہے بہر کیف شب و روز نظر میں

وہ دشتِ عرب اور وہ گلزارِ مدینہ
قدموں میں بلا لیجئے سرکارِ مدینہ

اِک لمحہ کی فرقت بھی نہیں دل کو گوارا چمکے مری تقدیر کا اے کاش ستارا
اے شاہِ اُمم کاش کبھی ہو یہ اشارا جی بھر کے کروں گنبدِ خضریٰ کا نظارا

ہر وقت رہوں حاضرِ دربارِ مدینہ
قدموں میں بلا لیجئے سرکارِ مدینہ

اے کاش حقیقت یہ مرا خوابِ حسیں ہو پوری یہ تمنّا مری اے سرورِ دیں ہو
دل محوِ زیارت ہو تو سجدے میں جبیں ہو جب آئے مجھے موت مدینے کی زمیں ہو

ہوں سایہ فگن قبر پہ اشجارِ مدینہ
قدموں میں بلا لیجئے سرکارِ مدینہ

مشتاقِ زیارت کو کبھی دید بھی ہوگی کیا شامِ اَلَم کی سحرِ عید بھی ہوگی
اس نغمۂ پُر درد کی تائید بھی ہوگی پوری یہ دلِ زار کی امید بھی ہوگی

سلطانِ عرب، سیدِ ابرارِ مدینہ
قدموں میں بلا لیجئے سرکارِ مدینہ

مانا کہ گنہگار و سیہ کار ہے اختؔر سرکارِ رضاؔ کا سگِ دربار ہے اختؔر
مجبور ہے، محتاج ہے، نادار ہے اختؔر تھوڑی سی تجلّی کا طلبگار ہے اختؔر

خورشیدِ مبیں، بدرِ ضیا بارِ مدینہ
قدموں میں بلا لیجئے سرکارِ مدینہ

عیدِ نُور

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

۴/۶۹

ساقی مجھے وہ بادۂ کیف و سرور دے　　دے حسن جو دماغ کو اور دل کو نور دے
روشن ہو جس سے ذہن وہ جامِ شعور دے　　کوثر کی روح آج بلا کر ضرور دے
مستی سی روح و قلب پہ چھائی ہوئی رہے
تا عمر جس کے کیف میں گم زندگی رہے

اُٹھی گھٹا وہ کعبہ کے پردوں سے جھوم کر　　وہ چھا گئی فلک پہ فضائیں گئیں نکھر
ہے سرمدی سُرور کی بارش جہان پر　　لا ایک جام اور پلا، ایک اور بھر
رِندوں کی آج عید ہے، مستوں کی عید ہے
ساقی حرم کے بادہ پرستوں کی عید ہے

لاوارثوں کی عید، یتیموں کی عید ہے　　ٹوٹے دلوں کی، تیرہ نصیبوں کی عید ہے
مایوس و ناامید، غریبوں کی عید ہے　　بیمار، بیکسوں کی، ضعیفوں کی عید ہے
ہے فیضیابِ رحمتِ پروردگار عید
یہ عید وہ ہے جس پہ تصدق ہزار عید

جنت کا ہے جواب گلستاں بنا ہوا ہے چاندنی کا فرش چمن میں بچھا ہوا
غنچوں کا آبِ نور سے منہ ہے دُھلا ہوا ہے عطرِ روحِ حُسن میں ہر گُل بسا ہوا

ہے سامنے نگاہ کے نقشہ بہشت کا
ہوتا ہے صحنِ باغ پہ دھوکا بہشت کا

گم ہے سیاہ دُور، زمانہ ہے نور کا عالَم تمام آج خزانہ ہے نور کا
پھر بلبلوں کے لب پہ ترانہ ہے نور کا باہم دِگر زباں پہ فسانہ ہے نور کا

نوری سماں ہے عالَمِ صد کیف و نور ہے
کل کائنات غرقِ شرابِ سرور ہے

تاریکیوں کا دَور دلِ مضمحل گیا چمکا نصیب گوہرِ مقصود مِل گیا
ملّت کے دل کا غنچۂ افسردہ کِھل گیا ہستی کا چاک دامنِ امید سِل گیا

وہ نورِ چشمِ آمنۂ پاک آ گئے
دنیا میں آج سیّدِ لولاک آ گئے

ظلمت کدوں کو دہر کے اِک روشنی ملی ہر مضمحل نگاہ کو تابندگی ملی
بیمار زندگی کو نئی زندگی ملی غم خوردہ و شکستہ دلوں کو خوشی ملی

فیضِ جمالِ ماہِ عرب آج عام ہے
مسرور و شاد کام زمانہ تمام ہے

دورِ سرور و کیف کی جلوہ گری ہوئی　　کشتِ امید سوکھ چکی تھی، ہری ہوئی
زندہ ہے پھر ہر ایک تمنا مری ہوئی　　ہے آج ہر فقیر کی جھولی بھری ہوئی

جاگے نصیب، روز ہِلا عیدِ نور کا
صدقہ ہے یہ ولادتِ پاکِ حضور کا

سورج میں، ماہتاب میں، تاروں میں روشنی　　گلزار میں، گلوں میں، بہاروں میں روشنی
قدرت کے دلنواز اشاروں میں روشنی　　پھر آگئی تمام نظاروں میں روشنی

منظر نظر نواز، سماں بے نظیر ہے
روشن چراغِ حسنِ سراجِ منیر ہے

عہدِ سکوں و مہبطِ راحت ہے کائنات　　جلوہ گہِ خلوص و محبت ہے کائنات
میخانۂ نشاط و مسرت ہے کائنات　　ہر خاص و عام کے لئے جنت ہے کائنات

اب سلطنت ہے صاحبِ خلقِ عظیم کی
محبوبِ حق، جنابِ رؤف و رحیم کی

اللہ کے رسول، رسالت کا واسطہ — اے تاجدار، تاجِ شفاعت کا واسطہ
محبوبِ حق، نگاہِ محبت کا واسطہ — سرکار، روزِ عیدِ ولادت کا واسطہ

صدقہ رضاؔ کا آج جو مانگوں وہی ملے
اخترؔ کو اپنی کھوئی ہوئی زندگی ملے

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

حصّۂ مثنوی

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

مثنوی انوار العرفان

ساقی مجھے جامِ مے عطا کر — لِلّٰہ پلا نظر ملا کر
لب تشنہ ہوں، تشنگی بجھا دے — لا جام، تجھے خدا جزا دے
دل کو نہیں میرے تاب ساقی — لا جلد پلا شراب ساقی
جیلان سے کشید کی ہوئی لا — میخانۂ غوثِ پاک کی لا
بغداد کی ہو بہار جس میں — ہو نکہتِ چار یار جس میں
ہو فاطمی انبساط جس میں — اور پنجتنی نشاط جس میں
بو چشتی ہو، رنگ نقشبندی — ہو کیف و سرور سہروردی
نوری[1] مئے معرفت پلا دے — جو قلب و دماغ کو جلا دے
ہر جرعہ میں کیف و سرمدی ہو — وہ لا کہ جو آج تک نہ پی ہو
پاکیزہ سرور بھی ہو جس میں — اللہ کا نور بھی ہو جس میں
دارین کی لذتیں ہوں جس میں — کونین کی فرحتیں ہوں جس میں
فردوس کی نکہتیں ہوں جس میں — جنت کی لطافتیں ہوں جس میں
اے حامدِ[2] نور بار ساقی — یہ رند ترے نثار ساقی
ہے عیدِ نوید موسمِ گل — کر آج شکستِ ساغرِ مل

---

[1] حضرت ابوالحسن نوری قدس سرہ العزیز ۱۲ [2] حضرت حجۃ الاسلام آقائے نعمت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ (اختر الحامدی)

آنکھوں سے پلا کے مست کر دے — مدہوش شرابِ ہست کر دے
آج ایسی پلا، کبھی نہ پی ہو — ہر جرعہ میں غسلِ روح بھی ہو
اس طرح ہو روح پاک ساقی — ہر سانس ہو تابناک ساقی
ہے غسلِ مئے طہور کا دن — ہے آج ظہورِ نور کا دن
دن آ گئے پھر مسرّتوں کے — پھر بدلے نصیب قسمتوں کے
گلشن سے خزاں کا زور ٹوٹا — وہ غنچۂ نو چمن میں پھوٹا
تاریکیٔ کفر ہٹ رہی ہے — ظلمت کی گھٹا سمٹ رہی ہے
لو دُور ہوئے مصیبت و غم — لہرایا وہ رحمتوں کا پرچم
اَکملتُ لکُم کا دَور آیا — رحمت نے کرم کا دن دکھایا
دن گیارہواں شب ہے بارہویں آج — ہے بارہ ربیعِ اوّلیں آج
محبوبِ خدا ہیں آنے والے — سلطانِ دنیٰ ہیں آنے والے
کونین کے شاہ آ رہے ہیں — تشریف حضور لا رہے ہیں
ہے آمدِ تاجدارِ عالم — ہے آمدِ نو بہارِ عالم
کل مملکتِ خدا کے مالک — ہر شاہ کے ہر گدا کے مالک
ہے عرش پہ اقتدار جن کا — ہے فرش پہ اختیار جن کا
ہے چودہ طبق پہ جن کی شاہی — ہیں جن کے ملائکہ سپاہی
جو قاسمِ رزقِ کبریا ہیں — محبوبِ خدائے دوسرا ہیں
تابع ہیں انہیں کے انس و جن — مومن ہیں کرم سے جن کے مومن
جو دو جہاں کے تاجور ہیں — محبوبِ خدائے بحر و بر ہیں

وہ بیکسوں بے بسوں کا حامی — جن کے بشر و ملک سلامی
ہر کور و ضعیف کا سہارا — وہ آمنہ بی کا ماہ پارا
فریادِ غریب سننے والے — وہ دُور و قریب سننے والے
بیکس کرے غرب میں جو نالے — یہ شرق سے ہیں پہنچنے والے
آیا وہ سرِ یتیم کا ظِل — جو ٹوٹے ہوئے دلوں کا ہے دِل
مظلوم پہ ظلم اب نہ ہوگا — اندھیر یہ روز و شب نہ ہوگا
بیماروں کو مژدۂ شفا ہے — وہ جانِ مسیح آرہا ہے
دنیا میں ہے ان کی آمد آمد — ہے اسمِ شریف جن کا احمد صلے اللہ علیہ وسلم
ہے نورِ خدا کی عید کا دِن — دراصل ہے آج عید کا دن
کچھ اور ہے آج شانِ عالم — ہے یومِ ظہورِ جانِ عالم
پہنے ہے زمیں قبائے نوری — ہے طُور بکف ضیائے نوری
ذرّات کا یہ حسیں تبسّم — جس پہ ہیں نثار ماہ و انجم
غنچے ہیں کہ مسکرا رہے ہیں — تارے ہیں کہ جگمگا رہے ہیں
برسا ہے کرم کا عطر ہر سُو — مٹی میں بھی مشک کی ہے خوشبو
ہیں جنّ و بَشَر، مَلَک معطّر — خوشبو سے ہیں نُہ فلک معطّر
ہر غنچہ و گل ہے خلد بَرکف — ہر شاخِ شجر بہار درکف
تھا جن کا نہ باغباں نہ مالی — سرسبز ہے اُن کی ڈالی ڈالی
ہر شاخِ جناں پہ خندہ زن ہے — ہر خار شگوفۂ چمن ہے
باغوں میں پرے طیور کے ہیں — نغمات زباں پہ نور کے ہیں

غنچوں کو ہلا ہے لحنِ داؤد ہے وردِ زباں درودِ مسعود
پُرکیف ہیں سرمدی ترانے گلشن زرِ گل کے ہیں خزانے
یہ دشت نہیں ہے گلستاں ہے فردوس ہے یہ چمن کہاں ہے
شاخوں پہ بہار کا ہے عالم مستی کا، خمار کا ہے عالم
پھولوں سے لدی ہیں، جھومتی ہیں سوسن کے لبوں کو چومتی ہیں
پتے کفِ دستِ حوریاں ہیں مرآتِ جمالِ نوریاں ہیں
ایک ایک کلی بہ حسن و خوبی ہے خلد کی نگہتوں میں ڈوبی
ہر غنچہ بکف بہارِ جنت ہر گل پہ فدا ہزار جنت
رقصاں ہیں فلک پہ چاند تارے آپس میں ہیں نور زا اشارے
حوروں نے لباسِ نور پہنا قدرت سے ملا حسین گہنا
پہنے ہوئے نور کی قبائیں پھر اس پہ وہ نازنیں ادائیں
شاغل بہ درود ہیں فرشتے مائل بہ سجود ہیں فرشتے
پہنے ہوئے حلّہائے زرّیں مشکیزے لئے بہ دوش مشکیں
ہر سمت قریب و دُور غلماں برساتے ہیں آبِ نور غلماں
ہے عالمِ وجد و کیف میں عرش سجدے میں جھکا ہے جانبِ فرش
ہے وحش و طیور میں مچی دھوم آنے کو ہیں وہ نبیٔ معصوم
خوں اب نہیں کفر کی رگوں میں بت اوندھے پڑے ہیں مندروں میں
نزدیک ہے آمدِ شہِ دیں زنجیروں میں قید ہیں شیاطیں
ہے معجزۂ ظہورِ والا دریا تو ہے خاک، خاک دریا

وہ دیکھئے اُڑ رہا ہے کیسا — کعبے پہ محمّدی پھریرا
ایوابِ نظر کُھلے ہوئے ہیں — فردوس کے دَر کُھلے ہوئے ہیں
دو رویہ فرشتگانِ افلاک — استادہ ہیں تا بہ مولدِ پاک
ہے نور زمیں سے آسماں تک — جلوے ہیں مکاں سے لامکاں تک
پُرنور مکاں ہے آمنہ کا — گھر رشکِ جناں ہے آمنہ کا
صدقے ہے بہار آمنہ پر — انجم ہیں نثار آمنہ پر
پردوں میں جو نور خند: ہے — سب پیشِ نگاہِ آمنہ ہے

شاعر

کیا طاقتِ رفعتِ نظر ہے — رفعت کا دماغ عرش پر ہے
لختِ دلِ آمنہ کے صدقے — علمِ شہِ دوسرا کے صدقے
کیوں سامنے غیب ہوں نہ دم میں — دانائے غیوب ہے شکم میں
سن لو یہ بشارتِ الٰہی — کہتی ہے نگاہ آمنہ کی
جو رب نے کرم کئے، کئے ہیں — محبوب کو غیب بھی دئے ہیں

لکھتے ہیں یہ حضرتِ[1] محقق — علّامۂ محدّث و مدقق
فرماتی ہیں اُمِّ پاک حضرت — تنہا تھی میں بس شبِ ولادت

---

[1] مدارج النبوۃ، جلد دوم، ص ۲۰ ، تفریح الاذکیاء مصنفہ مولانا ابوالحسن والدِ ماجد حضرت محسن کاکوروی، جلد دوم، ص ۱۴ -

اور صرفِ طواف مُطّلب تھے — یوں دل میں لگا خیال آنے
یہ وقت ہے اور میں ہوں اکیلی — ہوتی کوئی راز داں سہیلی
ہُوں عالمِ دردِ زِہ میں تنہا — ہوتا کوئی فردِ خاندان کا
میں محوِ اسی خیال میں تھی — آواز سُنی مہیب ایسی
جس سے کہ لرز گیا مِرا دِل — پتّے کی طرح مِرا اُڑا دل
لرزاں تھی ابھی کہ میں نے دیکھا — اِک مرغِ سفید بال و پَر کا
اس نے مِرے قلب پر مَلے پَر — دل سے ہوا دُور خوف یکسر

○

اِک اور بھی قول معتبر ہے — وَلیوں کی نظر بھی کیا نظر ہے
لکھتے ہیں حضور شیخ[1] الاعظم — مولائے انام، قطبِ عالَم
تھا مخزنِ علم جن کا سینہ — وہ عاشقِ یوسفِ مدینہ
مفتی و امیرِ شرع و ملّت — یعنی کہ امامِ اہلِ سنّت
وہ مِرے حضور، میرے مرشد — وہ نائبِ غوث، وہ مجدّد
وہ رکنِ رکینِ دینِ سرمد — الحاج رضا، رضائے احمد
فرماتے ہیں یہ بصدقۂ عشق — ارشاد ہے یوں بجذبۂ عشق
وہ مرغِ سفید بال و پَر کا — شربت جو بہشت سے تھا لایا
جبریلِ امیں بہ شکلِ طائر — تھے خانۂ آمنہ میں حاضر

---

[1] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ ۱۲

کرتے ہیں عبدِ حق روایت — فرماتی ہیں امِ پاک حضرت
اک نور کا میں نے جام دیکھا — شربت سے بھرا ہوا تھا سارا
میں نے کیا نوشِ جاں وہ شربت — آنے لگی جسم و جاں میں قوت
آنکھوں میں ہجومِ نور دیکھا — گھر میں مرے ہوگیا اُجالا
اُٹھا جو تجلّیوں کا پردہ — کچھ اور نظر کے سامنے تھا
عورات حسین و پاک صورت — سیمیں تن و تابناک صورت
اِستادہ ہیں سب قریب میرے — ہر ایک ادب سے سر جھکائے
حیراں تھی میں، حیرتوں میں گم تھی — اِک آگے بڑھی ادب سے بولی
میں آسیہ ہوں، حضور بی بی — مریم ہوں میں، دوسری یہ بولی
میں، اور آسیہ، یہ حوریں — ہم سب ہیں حضور کی کنیزیں
آئے ہیں یہاں بحکمِ رب ہم — اے والدۂ رسولِ اکرم

شاعر

قدرت کے یہ قدرتی اشارے — ہیں کیسے حسین، کتنے پیارے
ہے مریم[1] و آسیہ کا آنا — اِک رمزِ حسین و عاشقانہ
یہ دونوں کہ بخت کی رسا ہیں — منسوبۂ شاہِ دوسرا ہیں

---

[1] خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ۱۲ [2] حضرت شیخ عبدالوہاب بخاری علیہ الرحمۃ تحت قولہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم، فرماتے ہیں واذکر یا زوجۃ مریم فی الجنۃ یا محمد خوبصورت یا احمد خوبرو ئے فی کتابک مریم زوجتک (اخبار الاخیار ص۲۱۶) [2] حفظا اللہ آسیۃ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا من غرعون لانہا من زوجات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ ۱۲ نزہۃ المجالس، جلد چہارم، ص۴

دونوں کا نکاح روزِ محشر — سرکار سے ہوگا پیشِ داور
تھا تحتِ مشیّتِ الٰہی — ہوں آج شریکِ جشن یہ بھی
دیدارِ شہِ حجاز کرلیں — نظّارۂ سروِ ناز کرلیں
محبوبِ حسیں کو دیکھ لیں یہ — اس ماہِ مبیں کو دیکھ لیں یہ
قدرت کا تھا یہ حسیں اشارہ — اِک حُسنِ وفا کا اِستعارا
یہ دیکھ لیں انتخاب میرا — محبوب ہے لاجواب میرا
دنیا میں جو تم رہیں عفیفہ — اے حاملِ عصمتِ شریفہ
انعام ہے اس کا یہ چمکتا — "بے مثل حسیں، حبیبِ یکتا"
ہو میرے حبیب کی حبیبہ — تابندہ ہے کس قدر نصیبہ
عفّت میں جو نام ہے تمہارا — محبوب بھی کم نہیں ہمارا
ہیں رازہ میں راز کے خزانے — مولیٰ ترے بھید تو ہی جانے

شبِ ولادت

پیغامِ حسیں نسیم لائی — تو صبحِ شبِ ظہور آئی
منظر ہے سرور و کیف افزا — روشن ہیں چراغِ طُور ہر جا
ہر لمحہ بہ شانِ لیلۃ القدر — یہ رات ہے جانِ لیلۃ القدر
یہ رات، یہ حسن و ادائِ حسن — دراصل ہے شاہزادیٔ حُسن
یہ رات ہے جُود کی، نِعَم کی — یہ رات ہے بارشِ کرم کی
یہ رات ہے روشنی مجسّم — یہ رات ہے ماہتابِ عالم
یہ رات ہے کیفِ جانِ عالم — یہ رات ہے حُسنِ شانِ عالم

یہ رات ہے جشنِ عید کی رات — یہ رات ہے صبحِ دید کی رات
واللہ عجب ہے آج کی شب — اکرام پہ رب ہے آج کی رات
ہے نورِ سرشت آج کی شب — ہے حُسنِ بہشت آج کی شب
باعزّ و شرف ہے آج کی شب — ہے گل بہ کنار آج کی شب
سرتا پا حسیں ہے آج کی شب — خورشید مبیں ہے آج کی شب
ہے جانِ جمال آج کی شب — ہے بدرِ کمال آج کی شب
ہے مشعلِ طور آج کی شب — ہے نور ہی نور آج کی شب
ہے آج کی شب ، شبِ ہلالی — ہے آج کی شب ، شبِ جمالی
ہے آج کی شب ، شبِ گلستاں — ہے آج کی شب ، شبِ چراغاں
ہے آج کی شب ، شبِ مطہّر — ہے آج کی شب ، شبِ منوّر
انوار کی شب ہے آج کی شب — اذکار کی شب ہے آج کی شب
برکات کی شب ہے آج کی شب — صدقات کی شب ہے آج کی شب
انعام کی شب ہے آج کی شب — اکرام کی شب ہے آج کی شب

صبحِ ظہور

ہے آج کی صبح نور والی — ہے آج کی صبح ، صبحِ عالی
ہے آج کی صبح ، صبحِ رحمت — ہے آج کی صبح ، صبحِ جنّت
ہے آج کی صبح ، صبحِ روشن — ہے آج کی صبح ، صبحِ گلشن
ہے آج کی صبح ، صبحِ تاباں — ہے آج کی صبح ، نور افشاں
وہ صبح کہ جس پہ طُور قرباں — وہ صبح کہ جس پہ نور قرباں

وہ صبح، ہے ماہ جس پہ صدقے — وہ صبح، نگاہ جس پہ صدقے
پیغامِ بہار یہ سحر ہے — جنت بہ کنار یہ سحر ہے
سرمایۂ حُسن یہ سحر ہے — یا سایۂ حُسن یہ سحر ہے

بے مثل ہے رات بھی سحر بھی — حیران ہے حسن کی نظر بھی
دلہن کی طرح سجی ہوئی ہیں — دونوں ہی بنی ٹھنی ہوئی ہیں
ہیں پیکرِ لاجواب دونوں — ہر چھب میں ہیں کامیاب دونوں
دونوں کے یہ دل میں آرزو ہے — دونوں کو بس ایک جستجو ہے
ہوں مجھ میں حبیب جلوہ افگن — تقدیر ہو آفتابِ روشن

ظہورؔ قدسی

نوشہ کی کب آتی ہے سواری — ہے سب کی زبانِ دل پہ جاری
وا، سب کی ہیں بیقرار آنکھیں — دولہا پہ ہوں کب نثار آنکھیں
تارے ہیں جھکے زمیں کی جانب — دیدار کا ماہتاب طالب
اشجار بھی سرو قد کھڑے ہیں — خاموش، ادب سے سر جھکے ہیں
نرگس کی کھلی ہوئی ہیں آنکھیں — شبنم سے دُھلی ہوئی ہیں آنکھیں
ہیں چشم براہ غنچہ و گل — قمری ہے خموش، چپ ہے بُلبل
دولہا کی سواری کب ہے آتی — بیتاب کھڑا ہے ہر براتی
انگڑائیاں رات لے رہی ہے — کچھ شب ہے تو کچھ سحر ابھی ہے
دنیا پہ ہے اِک سکوت طاری — مائل ہوا لطفِ خاص باری

ہے اَوج پہ کوکبِ دوشنبہ — آئی سحرِ شبِ دوشنبہ
وہ مرغ ، وہ جبرئیل انور — پَر آمنہ کے شکم سے مَل کر
کرنے لگے با ادب گزارش — ہو ابرِ کرم ، کرم کی بارش
کونین کی بزم سج چکی ہے — جلوے کو نظر ترس رہی ہے
یا سید المرسلین ، اظہر — یا رحمتِ عالمین ، اظہر
پردے سے حضور باہر آئیں — بیتاب ہیں منتظر نگاہیں
باجاہ وحشم ، باشان وشوکت — ظاہر ہوئے سرورِ رسالت

سراپائے مبارک

اللہ رے وہ حسین پیکر — جس پہ ہو نثار ماہِ انور
کیا نورِ نگاہِ آمنہ کا — بے مثل ہے دلنشیں سراپا
رعنائیاں خلد کی سمٹ کر — انساں کی ہیں شکل میں زمیں پر
یہ منظرِ گلستانِ قدرت — ہے پیشِ نظر بشر کی صورت
ہے شکلِ بشر ، سوا بشر سے — انسان ، مگر جُدا بشر سے
واللہ ہے کیا حسیں سراپا — ہے ظلِّ خدا حسیں سراپا
صورت گرِ دو جہاں کا مظہر — ہے ذاتِ عیاں نہاں کا مظہر

جبینِ نُور

ہے تختۂ گل ، جبینِ عالی — پر نُور ، صحیفۂ جمالی
ہے مصحفِ قدرتِ الٰہی — آئینۂ حکمتِ الٰہی

ابروئے پاک

ابرو ہیں کہ نور کی کماں ہیں — محرابِ سجود گاہِ جاں ہیں
عیدین کے دو ہلال انور — وَالنَّجْمِ اِذَا ہَوٰی کے مظہر

چشمِ کرم ترجمان

آنکھیں ہیں کہ نور کے کٹورے — صہبائے طہور کے کٹورے
ہیں جامِ مئے سرور کے دو — روشن ہیں چراغ نور کے دو
دل بولا یہ دفعتہً مچل کے — دو پھول ہیں خندہ زن کنول کے
محرابِ حرم کے درمیاں دو — ضو بار حسیں کنول ہیں دیکھو
کس درجہ لطیف ہے سیاہی — پر نور حسیں پتلیوں کی
کہتا ہے یہ صاف رنگِ اسود — پلکیں ہیں غلافِ سنگِ اسود

رخسارِ تابناک

رخسار ہیں مخملیں گلابی — آئینوں میں ضو ہے آفتابی
یا فرش پہ چاند آ گئے دو — یا پھول کھلے گلاب کے دو
یہ جھلکیاں نور لے رہا ہے — یا آب میں چاند تیرتا ہے

سماعت نواز

کس طرح ہو وصفِ گوش اختر — شاعر کے اُڑے ہیں ہوش اختر
ہیں دو یہ صدف یم کرم کے — دو پھول ہیں گلشنِ ارم کے
اللہ رے رفعتِ سماعت — ہیں کانِ جواہرِ کرامت

بینی پُروقار

بینی ہے کہ ہے "الف" خدا کا — یا آخری حرف مصطفٰے کا
ہے کتنا لطیف استعارہ[1] — کہئے اسے گر الف اشارہ
کونین کا یعنی ہے خدا ایک — اور اس کا حبیبِ باصفا ایک
محبوبِ خدا ہوا نہ ہوگا — دنیا میں بشر کوئی بھی ایسا
اوّل ہیں یہی، یہی ہیں آخر — باطن ہیں یہی، یہی ہیں ظاہر
آئے گا کوئی نہ ایسا آیا — اُس ایک نے ایک ہی بنایا

برگِ گُل

تو اور خیال "مدحِ لب" کا — خاموش، مقام ہے ادب کا
تو اور مجالِ لب کشائی — یہ ہیں گُلِ باغِ کبریائی

غنچۂ باغِ قدرت

ہیں غنچۂ دہن، دہن پہ قرباں — یہ ہے وہ کلی، فِدا گلستاں

شمعِ طُور

گردن پہ ہے شمعِ طور قرباں — مینائے شرابِ نور قرباں
رفعت نے نثار کی دراز — ہے سر بسجود سرفرازی

تابناک فانوس

اللہ رے سینۂ کرامت — پُر نور سفینۂ کرامت

---

[1] استعارہ یعنی اشارہ یعنی خدا، مصطفٰے، اول، آخر، ظاہر اور باطن، ان سب میں "الف" ہے اور بینی مبارک کو ان سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ لہٰذا مطلب ظاہر ہے ۱۲ اختر الحامدی

ہے خوب یہ شرحِ صدر و سینہ — گر کہیے علوم کا خزینہ

تشبیہ یہ سینہ کی عجب ہے — یہ لوحِ مبیں ہے، عرشِ رب ہے

دل شمع ہے، صدرِ پاک فانوس — شفّاف ہے تابناک فانوس

یدُاللّٰہ

ہیں بازو، دستِ پاک واللّٰہ — آئینۂ آیۂ یدُاللّٰہ

ہیں شرحِ مبین مَا رَمَیْتَ — تفسیرِ حسین مَا رَمَیْتَ

شاخِ طُوبیٰ

کیا وصف بیاں ہو انگلیوں کا — ہیں رُوکشِ شاخِ نخلِ طوبیٰ

ہلالِ عید

ناخن ہیں ہلالِ عید اختر — اور ہے کفِ دست ماہِ انور

گنجینۂ قناعت

پُر نور شکم ہے گنجِ رحمت — صندوقِ خزینۂ قناعت

جانِ نازکی

تشبیہ کمر کہاں سے لائے — عنقا ہے، خرد کہاں سے پائے

کس طرح کہوں کمر نہیں ہے — ہاں میری نظر، نظر نہیں ہے

مولا میں نثارِ کبریائی — اچھی یہ مثال ہاتھ آئی

اس درجہ ہے نور کی کمر صاف — ہے تارِ نگاہ بھی ادھر صاف

تاجِ سرِ عرش

اللّٰہ رے اوجِ رفعتِ پا — قدموں پہ جھکا ہے عرشِ اعلیٰ

کونین کے بوجھ کا نہیں غم یہ پا ہیں کہ دو ستونِ محکم

آئینے

وصفِ کف بیاں ہو کیونکہ آئینۂ عقل بھی ہے ششدر
اس درجہ ضیا فشاں ہیں جلوے ہیں شمس و قمر کے ماند جلوے

شاعر

جب ایسا حسین حبیب آئے ہر ایک نہ کیوں خوشی منائے
غلماں نے بجائے شادیانے گانے لگیں قمریاں ترانے
جنّات و ملائکہ، بشر سب اور جانور و شجر حجر سب
استادہ تمام سر جھکائے کرنے لگے عرض یوں ادب سے
محبوبِ خدا، سلام تم پر اے مالکِ کُل، سلام تم پر
اے سرورِ دیں، سلام تم پر محبوبِ حسیں، سلام تم پر
اے نورِ مبیں، سلام تم پر قوسین مکیں، سلام تم پر
سلطانِ جہاں، سلام تم پر نوشاہِ جناں، سلام تم پر
اے خاصۂ رب، سلام تم پر سرکارِ عرب، سلام تم پر
اے شاہِ امم، سلام تم پر اے ابرِ کرم، سلام تم پر
ہو تم پہ سلام تاج والے اے دونوں کے راج والے
ہو تم پہ سلام جانِ رحمت اے روحِ روانِ شانِ رحمت
ہو تم پہ سلام سب کے آقا سردارِ عجم، عرب کے آقا
ہو تم پہ سلام نجم و لیس اے جانِ بہارِ گلشنِ دیں
ہو تم پہ سلام سب سے عالی کونین کے تاجدار و والی

ہو تم پہ سلام نور والے — اے صاحبِ تاج، طُور والے
ہو تم پہ سلام ماہِ طیبہ — اے ہاشمی، بادشاہِ طیبہ
اے گلشنِ کائنات کی جاں — اے روح کے دل، حیات کی جاں
اے مشعلِ محفلِ خدائی — آئینۂ ذاتِ کبریائی
اے خلق کے دستگیر آقا — ہم سب ہیں تیرے فقیر آقا
پھیلائے ہیں ہم طلب کا دامن — بھر دیجئے آج سب کا دامن
ہر ایک مراد دل کی پائے — دیتا ہوا گھر دعائیں جائے
صحت سے مریض ہوں ہم آغوش — مقروض ہوں قرض سے سبکدوش
آزاد اسیرِ بندِ غم ہوں — پھر ان کو مسرّتیں بہم ہوں
لِلّٰہ پئے ظہورِ قدسی — پوری ہو مرادِ دل ہر اِک کی
میں بھی ہوں گدائے آستانہ — سَو جان سے فدائے آستانہ
ہر ایک مراد دل کی دیجے — میری بھی دعا قبول کیجے
ہر وقت کرم کا ظلِّ اطہر — ہو قبرِ رضاؔ پہ سایہ گستر
بر مدفنِ مرشدِ[2] طریقت — ہوں نور افشاں سحابِ رحمت
تا حشر ہمارے سر پہ سایہ — ہر دم رہے مصطفےٰ[3] رضا کا

---

[1] اعلیٰ حضرت مجدّدِ مائۂ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ ۱۲

[2] آقائے نعمت، مرشدِ طریقت، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

[3] حضرت مفتیٔ اعظم پاک و ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی ۱۲

جیلانی[1] میاں کا فیضِ پیہم — جاری رہے تا بہ حشر ہر دم
مطلوبِ خدا حبیبِ باری — اِک اور بھی ہے ترا بھکاری
اپنا جسے رکھتی ہے نشانہ — نیرنگیٔ گردشِ زمانہ
اِک بسملِ جورِ آسمانی — تصویرِ حوادثات و غم ہوں
انساں ہوں کہ پیکرِ اَلم ہوں
افسردہ جبیں، نگاہ ویراں — ہے باغِ شباب آہ ویراں
محرومِ گُلِ بہار ہوں میں — اِک گلشنِ سوگوار ہوں میں
بیمارِ فراقِ سوختہ جاں — شاعر یہ ترا، ترا ثنا خواں
غم خوردۂ حسرتِ مدینہ — محرومِ زیارتِ مدینہ
فاطیٔ و گنہ گار اختر — شرمندہ و شرمسار اختر
جو کچھ بھی ہوں میں بُرا بھلا ہوں — سگ ہوں میں ترا، ترا گدا ہوں
کندہ ہے جبیں پہ نام تیرا — یعنی کہ میں ہوں غلام تیرا
ہُوں حاضرِ بارگاہِ والا — سرکارِ کرم کا بول بالا
اس دستِ کرم کے جاں فدا ہو — بیکس کو بھیک دے رہا ہو
مانگوں جو مراد آج پاؤں — جھولی میں حضور بھر کے جاؤں
سائل ہوں نہ مال کا نہ زر کا — طالب ہوں حضور کی نظر کا
ہوں عبدِ گنہ گار آقا — عصیاں سے ہوں شرمسار آقا

---

[1] مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی ابن حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہما ۱۲

سرکار پہ حال سب ہے روشن　　محشر میں رہوں میں زیرِ دامن
سب اہل و عیال کے سروں پر　　ہو سایۂ گیسوئے معطّر
اک اور ہے انتخاب ذرا سی　　دیدار کی ہے نگاہ پیاسی
اختر کی ہو یہ امید پوری
دنیا میں نصیب ہو حضوری

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

حصّۂ درود و سلام

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

آیۂ حسنِ بے مثال، لاکھوں سلام آپ پر

سایۂ عینِ ذوالجلال، لاکھوں سلام آپ پر

اے مدنی مہِ کمال، لاکھوں سلام آپ پر

مہرِ منیرِ لازوال، لاکھوں سلام آپ پر

ماہِ جبینِ ضحیٰ مثال، لاکھوں سلام آپ پر

لوحِ صحیفۂ جمال، لاکھوں سلام آپ پر

حضرتِ مطّلب کے لال، لاکھوں سلام آپ پر

آمنہ بی کے نونہال، لاکھوں سلام آپ پر

معنیٔ آیۂ جمال، لاکھوں سلام آپ پر

شرحِ صفاتِ لایزال، لاکھوں سلام آپ پر

حُسنِ ہمہ، ہمہ جمال، لاکھوں سلام آپ پر

چاند جبیں، بھنویں ہلال، لاکھوں سلام آپ پر

نور ہی نور بال بال، لاکھوں سلام آپ پر

حسن ہی حسن خدّوخال، لاکھوں سلام آپ پر

آپ کی ذات بمثال، لاکھوں سلام آپ پر

آپ کا دائرہ محال، لاکھوں سلام آپ پر

ربّ ہے محبِّ بمثال، لاکھوں سلام آپ پر

آپ حبیبِ خوش خصال، لاکھوں سلام آپ پر

کتنا حسین و تابناک صلِّ علےٰ ہے نامِ پاک
میمِ مبیں سے تا بہ دال، لاکھوں سلام آپ پر

آپ خدا کے ہیں حبیب، آپ خدا سے ہیں قریب
آپ کا مثل ہے محال، لاکھوں سلام آپ پر

آپ ہیں میری کائنات، آپ کا غم مری حیات
آپ کا ہجر ہے وصال، لاکھوں سلام آپ پر

فرش سے تا دنیٰ گئے، آن میں آپ آ گئے
کتنی سبک ہے چال ڈھال، لاکھوں سلام آپ پر

حاضرِ در ہے شاہِ دیں، آپ کا اخترِ حزیں
کشتۂ غم، شکستہ حال، لاکھوں سلام آپ پر

۲/۷۲

وہ جن کا انتظار آئے، درود ان پہ سلام ان پر
حبیبِ پروردگار آئے، درود ان پہ سلام ان پر

شہِ تنزلّی وقار آئے، درود اُن پہ سلام ان پر
خدائی کے تاجدار آئے، درود اُن پہ سلام ان پر

وہ فخرِ ہر افتخار آئے درود اُن پہ سلام اُن پہ
وقار حملہ وقار آئے، درود ان پہ سلام ان پہ

علاجِ ہر دل فگار آئے، درود ان پہ سلام ان پہ
قرارِ ہر بے قرار آئے، درود ان پہ سلام ان پہ

وہ روحِ ہر جان زار آئے ۔ درود ان پہ سلام ان پر

وہ جانِ ہر جاں نثار آئے ، درود ان پہ سلام ان پر

ضعیف کے دستگیر بن کر، یتیم کے سرپرست بن کر

غریب کے غمگسار آئے ، درود ان پہ سلام ان پر

ہے جشنِ میلادِ میرِ کوثر ، درِ حرم پہ دراز ساغر

صدا بہ لب بادہ خوار آئے ، درود ان پہ سلام ان پر

یہ نور کا فرش اللہ اللہ، زمیں ہے یا عرش اللہ اللہ

جبینِ انوار بار آئے ، درود ان پہ سلام ان پر

حرم ادب سے خمیدہ سر ہے ، خدا کا گھر آمنہ کا گھر ہے

وہ کعبۂ افتخار آئے ، درود ان پہ سلام ان پر

ہے سارا عالم بہشت خانہ، عروسِ گل پوش ہے زمانہ

وہ رنگ و بُو در کنار آئے، درود ان پہ سلام ان پر

ہے غرقِ کیف و سرورِ دنیا ، بنی ہے فردوسِ نور دنیا

وہ عینِ جانِ بہار آئے ، درود ان پہ سلام ان پر

برس رہا ہے کرم کا غازہ، شبابِ ہستی ہے تازہ تازہ

وہ حسنِ کن کا نکھار آئے، درود ان پہ سلام ان پر

جمالِ انسانیت میں اجمل ، کمالِ محبوبیت میں اکمل

لیگانۂ روزگار آئے ، درود ان پہ سلام ان پر

وہ نورِ اول، وہ حسنِ آخر، وہ مہرِ باطن، وہ ماہِ ظاہر
وہ مظہرِ کردگار آئے، درود ان پہ سلام اُن پہ

نظامِ ہر دو سرا کے مالک، تمام ملکِ خدا کے مالک
امیرِ با اختیار آئے، درود ان پہ سلام ان پہ

ہے اَوج پر بخت کا ستارا، وہ دیکھ اختر ہوا نظارا
وہ یوسفِ جلوہ بار آئے، درود ان پہ سلام ان پہ

۳/۷۳

یا نبی یا رَفَعنا مقام السلام، نورِ مطلق کے نورِ تمام السلام
صبحِ فردوسِ جنت کی شام السلام روح پرورِ خدا کا پیام السلام

اے حبیبِ خدا السّلام السّلام
السلام انبیاء کے امام السلام

السلام السلام اے عرب کے حسیں السلام السلام اے مدینہ مکیں
السلام السلام اے جمالِ مبیں السلام السلام اے شہنشاہِ دیں

آپ پہ روز و شب، صبح و شام السلام
السلام انبیاء کے امام السلام

ایک مدّت سے مشتاقِ دیدار ہوں در پہ کس طرح پہنچوں کہ نادار ہوں
آپ کا ہوں، یہ مانا گنہ گار ہوں اِک نگاہِ کرم کا طلب گار ہوں

آپ پہ میرے مولیٰ مدام السلام
السلام انبیاء کے امام السلام

حاشا حاشا نہیں خواہشِ زر مجھے ہاں یہ حسرت ہے اے بندہ پرور مجھے
موت آجائے در پر پہنچ کر مجھے حاضری روز و شب ہو میسّر مجھے

صرف رہ جائے میرا کلام السلام
السلام انبیاء کے امام السلام

کاش ہو جائے مجھ پہ کرم کی نظر ہے یہ حسرت حضوری میسّر ہو گر
یوں جہاں میں مزے خلد کے عمر بھر ہر گھڑی ہر نفس شاہِ دیں آپ پر

بھیجنا ہو فقط میرا کام السلام
السلام انبیاء کے امام السلام

روز و شب ہے مدینے کی حسرت مجھے شاق ہے سبز گنبد کی فرقت مجھے
در پہ کر لو طلب میرے حضرت مجھے ہے بہت دن سے شوقِ زیارت مجھے

آپ کا ہے یہ اخترؔ غلام السلام
السلام انبیاء کے امام السلام

۴/۷۴

سرورِ انبیاء صلوٰۃ و سلام مظہرِ کبریا صلوٰۃ و سلام
اے حبیبِ خدا صلوٰۃ و سلام مجتبیٰ مصطفیٰ صلوٰۃ و سلام
ظاہر و باطن، اوّل و آخر ابتداء انتہاء صلوٰۃ و سلام
آگیا آگیا، ربیع النّور ماہِ نور و ضیاء صلوٰۃ و سلام
روزِ پیدائشِ حبیب آگیا مرحبا مرحبا صلوٰۃ و سلام
آئی پڑھتی ہوئی درود بہار گل نے کھِل کر کہا صلوٰۃ و سلام

جھوم اُٹھی شاخِ شاخِ گلشن میں — ہر طرف شور اٹھا صلوٰۃ و سلام

پتّے پتّے کی ہے زباں پہ درود — باغ پڑھنے لگا صلوٰۃ و سلام

قدسیوں میں بھی دھوم دھام سی ہے — آ رہی ہے صدا صلوٰۃ و سلام

عرش پر بھی جشنِ سالگرہ — بھیجتا ہے خدا صلوٰۃ و سلام

روزِ عیدِ منیر کا صدقہ — ہو مجھے بھی عطا صلوٰۃ و سلام

ہو میسّر سکونِ روح مجھے — آپ پر دائما صلوٰۃ و سلام

میں بھی ہوں شاعرِ درِ والا — ہے وظیفہ مرا صلوٰۃ و سلام

پردہ حشر میں اختر کا رہ جائے
کملی والے شہا صلوٰۃ و سلام

○

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

حصّہ مناقب

طالبِ دعا

ابو المیزاب اویس رضوی

حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں مصنف مدظلہ کا مسلک

ہیں افضل خلق ہیں بعد از پیمبر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

ہیں گلزارِ محمدؐ کے گلِ تر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

عرب کے چاند کے تابندہ اختر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

ہیں اصحابِ نبی میں سب سے برتر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

مری آنکھوں میں میرے دل کے اندر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

الٰہی نزع میں ہو میرے لب پر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

تمہارا جو ہو کب کھائے وہ ٹھوکر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

درِ محبوبِ حق ہے آپ کا در — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

تمہیں سے بھیک ملتی ہے برابر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

تمہارا ہو، وہ بد مذہب ہے کیونکر — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

ہو اس پر بھی نگاہِ مہر پرور — ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

تمہارے کوچہ کا ذرّہ ہے اختر

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

منقبت حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مشعلِ قبلۂ ارشاد ہیں غوث الثقلین
قبلۂ کعبۂ بغداد ہیں غوث الثقلین

ہمہ تن ہم لبِ فریاد ہیں غوث الثقلین
آپ سے طالبِ امداد ہیں غوث الثقلین

نقطۂ گردشِ پرکارِ یقیں ہے بغداد
مرکزِ عالمِ ایجاد ہیں غوث الثقلین

نخلِ ایماں کی ہیں اصل رسولِ عربی
قصرِ ایقان کی بنیاد ہیں غوث الثقلین

تم ہو سرتا پا کرم، تم ہو سراپا الطاف
ہم کہ مجموعۂ اضداد ہیں غوث الثقلین

آج رحمت سے بغلگیر ہے ہر ایک تڑپ
چارہ سازِ دلِ ناشاد ہیں غوث الثقلین

کیوں نہ ہو عرش سے پھر دل پہ بہاروں کا نزول
آپ اس بستی میں آباد ہیں غوث الثقلین

یا رسولِ عربی لب پہ، زباں پر یا غوث
مرا ایمان یہ اوراد ہیں غوث الثقلین

قادری جام سے پی آج مدینہ کی شراب
میرِ میخانۂ بغداد ہیں غوث الثقلین

مظہرِ ذات کے مظہر ہیں زسر تا بہ قدم
نور ہیں، نور کی اولاد ہیں غوث الثقلین

یوں تو سب کچھ ہیں مگر اخترِ عاصی کے لئے
آپ اللہ کی امداد ہیں غوث الثقلین

منقبت حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہے مُریدی لَاتَخَفْ سبب اذنِ عامِ غوثِ پاک

کیوں نہ ہوں آزاد دوزخ سے غلامِ غوثِ پاک

ہے جہانِ معرفت میں احترامِ غوثِ پاک

اللہ اللہ کتنا ارفع ہے مقامِ غوثِ پاک

میں کبھی دیکھوں پوچھتے ہیں مجھ سے کیا مُنکر نکیر

نزع میں لکھ دے جبیں پہ کوئی نامِ غوثِ پاک

آپ کے زیرِ قدم ہیں اولیاء کی گردنیں

اے تعالیٰ اللہ یہ اوجِ مقامِ غوثِ پاک

منہ میں پاتا ہوں حلاوت کوثر و تسنیم کی

لب پہ جب بے ساختہ آتا ہے نامِ غوثِ پاک

گلشنِ صد رنگ و بُو ہے مصرعہ مصرعہ شعر شعر

ہے بہشتِ معرفت گویا کلامِ غوثِ پاک

ان کا پیرو اِک قدم ہٹتا نہیں اِسلام سے

کس قدر مضبوط و محکم ہے نظامِ غوثِ پاک

خلد بر کف اے مقدّس سرزمیں بغداد کی

کب سے ہے تیرے لئے مضطر غلامِ غوثِ پاک

وہ فضائے میکدہ اختر ہے فردوسِ نظر
بادۂ جیلاں، رضا کا ہاتھ، جامِ غوثِ پاک

۴/۷۸

منقبتِ اعلیٰحضرت، مجدّدِ دین وملّت، امام احمد رضا خاں بریلوی قدّس سرّہٗ

سائل بہ کرم چشمِ ضیا بارِ رضا ہے — خدّام چلیں عرسِ پُر انوارِ رضا ہے
ہے اس کی دمک قاطعِ تاریکیٔ باطل — آئینۂ حق روئے ضیا بارِ رضا ہے
ہر باغ کا ہر پھول ہے ہر دم تر و تازہ — گلزارِ ارم گلشنِ بے خارِ رضا ہے
ضو بار ہے ماہرہ پُر نور کی مشعل — اللہ رے کیا رونقِ دربارِ رضا ہے
ایمان کی ہے بھیک ترے کاسۂ دل میں — کیا شان تری سائلِ سرکارِ رضا ہے
فرقِ حق و باطل ہے عیاں آج جہاں پر — تو کلکِ رضا اصل میں تلوارِ رضا ہے

اختر تری شہرت نہ ہو کیوں ملکِ سخن میں
تو شاعرِ دربارِ پہ انوارِ رضا ہے

منقبتِ امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت فاضلِ بریلوی قدس سرّہٗ

آگیا روزِ عیدِ وصالِ حبیب، مژدہ اے میگسارانِ احمد رضا

پینے والوں کی خود جستجو میں ہے آج، جامِ صہبائے عرفانِ احمد رضا

پھر بریلی کی جانب سے بادل اُٹھے، ہو مبارک غلامانِ احمد رضا

اہلِ سنت پہ ہونے لگی جھوم کر بارشِ خاص فیضانِ احمد رضا

عشقِ ماہِ مدینہ کے انوار کا، چاند روئے درخشانِ احمد رضا

مصطفٰے کی محبت کا ہے آئینہ، عکسِ رخسارِ تابانِ احمد رضا

مِل رہا ہے شہِ دیں کا صدقہ یہاں، بٹ رہا ہے مدینے کا باڑا یہاں

نعمتِ عشقِ محبوب سے لے چلو، بھر کے جھولی گدایانِ احمد رضا

اہلِ سنت کا ہے خلد برکف چمن، کیوں اٹھائیں بھلا ہم خزاں کے محن

نکہتِ عشقِ گلزارِ محبوب سے، ہے معطّر گلستانِ احمد رضا

عَلَمِ عظمتِ شاہِ دیں کو لئے، اللہ اللہ وہ معرکے سر کئے

مصطفٰے کی وِلا کا نشاں بن گیا، پرچمِ عزت و شانِ احمد رضا

ذات والا ہے سرتاپا بحر العلوم، اک عجم کیا زمانے میں ہے جس کی دھوم

خود عرب کے افاضل نے اسناد لیں، اللہ اللہ یہ شانِ احمد رضا

جلوۂ مصطفےٰ ہے نظر سے قریب ، عام ہے دعوتِ سوزِ عشقِ حبیب
کس قدر اَوج پر ہے ہمارا نصیب ، ہم ہوئے آج مہمانِ احمد رضا

تا بہ کَے یہ خلش اور دردِ جگر ، تا بہ کَے ٹھوکریں کھاؤں میں دَر بہ دَر
ہو گنہگار اختؔر پہ آقا نظر ، ہوں غلامِ غلامانِ احمد رضا

۶/۸۰

منقبتِ اعلیٰحضرت امامِ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ

فخرِ دین و فخرِ ملّت ، سیّدی احمد رضا
نورِ وحدت ، ظلِّ رحمت ، سیّدی احمد رضا

کعبۂ اہلِ طریقت ، سیّدی احمد رضا
آفتابِ قادریّت ، سیّدی احمد رضا

الغیاث اے مہرِ طلعت ، سیّدی احمد رضا
آگیا پھر دورِ ظلمت ، سیّدی احمد رضا

چھا رہی ہے ہر طرف کفر و ضلالت کی گھٹا
ہے پریشاں حال امّت ، سیّدی احمد رضا

دینے والے درس نظم و ضبط ہیں خود منتشر
ہے الگ سب کی جماعت ، سیّدی احمد رضا

دینِ حق پر مٹنے والے جا ہ پر مٹنے لگے

ہیں شہیدِ حسنِ دولت، سیّدی احمد رضا

الغرض کوئی ہمارا اب نہیں پُرسانِ حال

اے امامِ اہلِ سنّت، سیّدی احمد رضا

تنگ آکر آج اِن ہمّت شکن حالات سے

در پہ لایا ہوں شکایت، سیّدی احمد رضا

کس سے پوچھیں، کون بتلائے، کہاں جائیں غلام

آپ کی ہے پھر ضرورت، سیّدی احمد رضا

لائیے تشریف تربت سے قلم در کف حضور

کیجئے تجدیدِ ملّت، سیّدی احمد رضا

آئیے بھٹکے ہوؤں کی رہبری فرمائیے

خضرِ راہِ دین و سنّت، سیّدی احمد رضا

ہم گئے گزرے ہوؤں کو شان و شوکت ہو نصیب

پھر عطا ہو اَوج و رفعت، سیّدی احمد رضا

ہے یہ مدّت سے پریشاں حال مدّاحِ حبیب

اِک نظر اے ابرِ رحمت، سیّدی احمد رضا

ہُوں اِسی در کا بھکاری، ہُوں اسی دَر کا غلام

کیجئے چشمِ عنایت، سیّدی احمد رضا

کلکِ انور کی جواہر ریزیوں سے پھر حضور
کھول دو چشمِ بصیرت، سیّدی احمد رضا

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے ما
پیشوائے اہلِ سنّت، سیّدی احمد رضا

اخترِ عاصی کو نظّارہ ہو طیبہ کا نصیب
مرشدی، آقائے نعمت، سیدی احمد رضا

۷/۸۱

مجدّدِ مائۂ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی کے تجدیدی کارنامے کا منظوم خاکہ[1]

یہ کیسی روح پرور میرے کانوں میں پکار آئی
کہ باغِ اہلِ سنّت میں بہارِ خوشگوار آئی

ملا دستِ نسیمِ رحمتِ کونین نے غازہ
نظر آتے ہیں رضویّت کے گل بوٹے تر و تازہ

---

[1] یہ نظم حضرت اختر الحامدی نے راقم الحروف کی التماس کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے "معارفِ رضا" کتاب کے لئے قلم برداشتہ لکھ کر ارسال فرمائی تھی۔ "معارفِ رضا" میں احقر نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے کو چار ضخیم جلدوں میں بیان کیا ہے۔ اگرچہ یہ نظم "نعت محل" کے مرسلہ مسودے میں نہ تھی لیکن حسنِ اتفاق سے جناب اختر الحامدی کا مجموعہ کلام چونکہ اس ناچیز کے ہاتھوں ترتیب دیا جا رہا ہے لہٰذا اس معرکۃ الآراء نظم کو احقر نے "معارفِ رضا" کی زینت بنانے کے ساتھ "نعت محل" میں مناسب جگہ دے کر شاملِ اشاعت کر دیا ہے ۱۲ اختر شاہجہانپوری

عجب جوشِ نمو، طوفانِ رنگ و نور برپا ہے
شبابِ عشقِ ماہِ طیبہ جامے سے ہویدا ہے

ہجومِ میکشاں ہے، دا ہے میخانہ بریلی کا
مئے طیبہ، رضا کا ہاتھ، پیمانہ بریلی کا

یہ میخانہ اُبلتا ہے کہ لطفِ حق کا فوّارہ
تعالیٰ اللہ کیسی جوش پر ہے قادری دھارا

جدھر دیکھو سرور و کیف کے ساغر کھنکتے ہیں
مئے عشقِ حبیبِ حق کے پیمانے چھلکتے ہیں

کسی کے لب پہ مستی میں ہے یا اللہ کا نعرہ
کہیں ہر گھونٹ پر ہے یا رسول اللہ کا نعرہ

اٹھاتا ہے کوئی یا غوث کہہ کر اپنا پیمانہ
رضا کا نام لے کر جھومتا ہے کوئی مستانہ

عجب پر کیف نقشہ ہے، عجب پُر نور منظر ہے
یہ لطفِ اعلیٰ حضرت کی بہارِ روح پرور ہے

مرے مرشد کا دریائے کرم طغیانیوں پر ہے
زہے قسمت کہ میری طبع بھی جولانیوں پر ہے

گہر ہائے کرم سے اپنی جھولی میں بھی پُر کر لوں
سعادت کے دُرِ تاباں سے دامانِ تہی بھر لوں

لکھوں اِک نظم تازہ یعنی اپنے پیر و مرشد پر
میں ڈالوں روشنی کچھ سیرتِ پاک مجدّد پر

مگر میں بے بضاعت، بے ہنر، کج مج زباں شاعر
کہاں وہ علم و حکمت کا سمندر اور کہاں شاعر

میں اِک ذرّے سے کم وہ نیّرِ برجِ فضیلت ہیں
مجدّد دین و ملّت کے، امامِ اہلِ سنّت ہیں

محیطِ کائناتِ عقل و دانش ان کا خامہ ہے
سندِ علمِ لدُنّی کی ہر علمی کارنامہ ہے

میں اِک بے علم، ہے جس کی نظر خود اپنی خامی پر
مگر ہے فخر مجھ کو اعلیٰ حضرت کی غلامی پر

اس اعزازِ غلامی نے بڑھایا حوصلہ میرا.
میں نقشہ کھینچتا ہوں ان کے علمی کارناموں کا

ذرا دیکھیں؛ کہ کیا شانِ تجدّد، کیا فضیلت ہے
فلک پہ مسندِ اوجِ امام اہلِ سنّت ہے

سنبھالا جب امام احمد رضا نے کامِ افتاء کا
زمینِ ہند پہ چھایا ہوا گھٹا اندھیرا تھا

ادھر بکھرا ہوا تھا ملّتِ بیضاء کا شیرازہ
کھُلا تھا ایک جانب دین میں فتنوں کا دروازہ

ابوجہلی، بظاہر متقی بن کر زمانے میں
چراغِ سنّیت مصروف تھے مِل کر بجھانے میں

قبائیں نیچی نیچی، لمبی لمبی داڑھیوں والے
تقدّس کے لبادوں میں لٹیرے، قلب کے کالے

جبینوں پر نشانِ سجدہ اور تسبیح ہاتھوں میں
یہ رہزن سب کے سب تھے دین پر حملے کی گھاتوں میں

بہ عیّاری کلامِ حق کو سینوں سے لگائے تھے
یہ اپنی آستینوں میں مگر خنجر چھپائے تھے

موحّد کوئی ان میں، کوئی عالم بن کر آیا تھا
ہر اِک رہزن تقدّس کا سنہرا جال لایا تھا

نئی توحید تھی ان کی، نیا اسلام تھا ان کا
غرض اسلام میں فتنے اٹھانا کام تھا ان کا

کہیں دعوے نبوّت کے، کہیں حملے رسالت پر
کہیں کیچڑ اچھالا جا رہا تھا شانِ قدرت پر

کوئی گستاخ، اندھا، کور باطن صاف لکھتا ہے
"دخولِ کذب تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ ہے"

کسی نے نصِّ قطعی میں بھی یوں تحریف کر ڈالی
نہ لی آیہ[1] ماکان کی تعریف کر ڈالی

---

[1] مراد ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الآیۃ (سورۃ الاحزاب)

اگر بالفرض ہو بعدِ محمدؐ بھی نبی پیدا

تو پھر بھی خاتمیت میں نہ اصلا فرق آئے گا"

مریدوں سے درود اپنا کسی نے خود پڑھا ڈالا

کہیں علمِ نبی، علمِ بہائم سے ملا ڈالا

کسی نے علمِ شیطاں، علمِ آقا سے بڑھا ڈالا

کسی نے انبیاء کو اپنا بھائی تک بنا ڈالا

کہیں لکھا" نبی ہیں ذرّۂ ناچیز سے کمتر"

کہیں پھونکوں سے حملے مشعلِ بزمِ رسالت پر

کہیں لکھا" نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"

"محمد کے برابر ہوں کروڑوں آن میں پیدا"

کہیں لکھا کہ آیا ہے حدیثِ مصطفےٰ میں یوں

کہ "مر کر ایک دن مٹی میں، میں بھی ملنے والا ہوں

کہیں انکار ہے تعظیمِ سرکارِ مدینہ سے

محبّانِ شہِ دیں پر کہیں ہیں کفر کے فتوے

فقط نقشہ ہے معمولی سا یہ ان کے عقائد کا

یہ تھے ورنہ مجسّم شرک اور بدعت کا پشتارہ

پئے تکمیل یہ لے کر بڑھے اپنے مقاصد کو

مسلمانوں میں پھیلانے لگے باطل عقائد کو

کچھ ان کے جبّہ و دستار سے کھانے لگا دھوکا
بظاہر دین کے پرچار سے کھانے لگا دھوکا

ملا کر شربتِ توحید میں یہ سَمّ پلاتے تھے
اجل کی نیند ہر بیدارِ ایماں کو سلاتے تھے

ہزاروں دولتِ حسنِ عقیدت اپنی کھو بیٹھے
معاذ اللہ، ایماں تک سے اکثر ہاتھ دھو بیٹھے

جدھر دیکھو ادھر لوجہلیوں کا دور دورہ تھا
زمینِ ہند پہ ہر سمت اِک کہرام برپا تھا

نہ تھا کوئی انہیں جرأت سے بڑھ کر ٹوکنے والا
نہ دینی لُوٹ پر تھا ہاتھ ان کا روکنے والا

زبانیں گنگ تھیں، طاری تھا سب پر عالمِ سکتہ
غرض ہر ایک تھا باہم دگر حیرت سے منہ تکتا

یکایک ایک گوشے سے نبی کا شیر نر نکلا
نرالی شان سے مردِ جری سینہ سپر نکلا

سجا کر اسلحہ سرکار کے عشق و محبّت کا
عَلَم تھامے ہوئے میداں میں آیا شہ کی عظمت کا

یہ عبدالمصطفٰے احمد رضا خاں اعلیٰحضرت ہیں
مجدّدِ اس صدی کے، فخرِ دین و فخرِ ملّت ہیں

نبی کے اس فدائی نے عدوِّ دیں کو للکارا
ہوا اِک سے پنجہ آزما دمعرکہ آرا

چلا پیکر اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفّار کا بن کر
گِرا کوہِ غضب ، بَرقِ بلا ، قہرِ خدا بن کر

دکھایا کر کے بے پردہ ہر اِک مکّار کا چہرہ
رُخِ مکروہ پر تھا جن کے علم و فضل کا پہرہ

تقدّس کی نقابیں نوچ پھینکی ان کے چہروں سے
کیا آگاہ مسلم قوم کو ان کے فریبوں سے

قلم کی نوک کیا تھی ؛ بُرّشِ سیفِ الٰہی تھی
مچی ہر سمت باطل کی صفوں میں اک تباہی تھی

اِدھر تنہا فدا کارِ نبی ، دشمن ادھر سارے
لرزتے تھے بایں کثرت بھی لیکن خوف کے مارے

جدھر دیکھو ادھر تھا دشمنوں میں غلغلہ آیا
یہ کیسا آسماں ٹوٹا ، یہ کیسا زلزلہ آیا

ٹھہرتا کس طرح غولِ بیاباں شیر کے آگے
کہ رکھ کر پاؤں سر پہ ، سب محاذِ علم سے بھاگے

بڑا احساں مسلمانوں پہ ہے یہ اعلیٰحضرت کا
اُٹھایا بار اپنے دوش پہ تجدیدِ ملّت کا

بہ تائیدِ الٰہی یوں رُخِ اہلِ فتن موڑا
کہ ان میں سے کسی نے بھی نہ اَب تک لَوٹ کر دیکھا

نوشت و خواند میں شام و سحر بھی ایک کر ڈالے
لکھے دفتر کے دفتر اَن گِنت صفحات بھر ڈالے

دلائل دے کے باطل قول کی تردید فرمائی
خداو مصطفٰے کے دین کی تجدید فرمائی

رضا کی ذات گویا حق تعالےٰ کا کرم کہیے
یہ علمی کارنامہ "اَلْجِہَادُ بِالْقَلَمْ" کہیے

پھر یوں اِس قدر اونچا اڑا علمی فضیلت کا
خدا کے فضل سے پہنچا عجم سے تا عرب شہرہ

بلایا اپنے خادم کو نبی نے آستانے پر
نوازا اِس طرح اسلام کی عزت بچانے پر

غلام خاص کو بخشا شرف پہلے زیارت کا
کیا دربار سے تمغہ عطا اعلیٰ فضیلت کا

قدم چومے عرب کے مفتیوں نے اس فضیلت پر
فدا ہونے لگے پروانہ شمعِ رسالت پر

نہ کیوں نازاں ہوں اخترؔ اہلِ سنّت اپنی قسمت پر
رضا لوٹے مدینے سے مجدّد کی سند لے کر

حضور سیدی و مرشدی آقائے نعمت، مرجع الانام حضور حجۃ الاسلام مولانا علامہ مفتی

الحاج شاہ محمد حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (فرزندِ اکبر اعلیحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ)

امامِ اہلِ سنّت، افتخارِ اہلِ عرفاں ہیں — خدا شاہد ہے عبد المصطفٰے حامد رضا خاں ہیں

عجب علمی جلالت آپ کو اللہ نے دی ہے — فقیرِ دین و ملّت، نائبِ شاہِ رسولاں ہیں

ہیں دورِ حاضرہ میں آپ امامِ اعظمِ ثانی — تصدّق آپ پر اہلِ شریعت اہلِ ایماں ہیں

ولائے صاحبِ لولاک کی تبلیغ فرمائی — فنافی العشق ہیں، شیدائی محبوبِ رحمٰں ہیں

قلم تھا آپ کا گویا زبانِ خامۂ قدرت — مسلمانانِ عالم آپ کے دل سے ثنا خواں ہیں

حضورِ خواجۂ اجمیر کی ہے آپ پر شفقت — معاون آپ کے خود غوثِ اعظم شاہِ جیلاں ہیں

برائے اہلسنّت زندگی کو وقف فرمایا — ہزاروں آپ کے خدّامِ دینِ حق پہ احساں ہیں

تری صورت ہے آئینہ جمالِ قادریت کا — ترے جلوے میں انوارِ جمالِ شاہِ جیلاں ہیں

ہمارا مسلک و مذہب ولائے سرورِ دیں ہے
بحمد اللہ ہم اختر پیروِ حامد رضا خاں ہیں

منقبتِ محدّثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ بانی مظہرِ اسلام بریلی ولائل پور ؛

اِک بزرگِ پاک کی ہے منقبت کا اہتمام
نِکھرا نِکھرا سا ہے اختؔر اور بھی حسنِ کلام

جُھک گیا اَوجِ تخیّل باادب با احترام
عاشقِ نامِ نبی کا آگیا ہونٹوں پہ نام

اے امیرِ اہلِ سنّت، اے شریعت کے امام
السّلام اے سیّدی سردار احمد السّلام

اے فقیہِ اعظم و شیخ الحدیثِ بے مثال
واعظِ شیریں مقال و مفتیٔ عالی مقام

اے مکمل معنیٔ نورانیٔ اُمّ الکتاب
اے مُجسّم اِتّباعِ سنّتِ خیر الانام

مرتبہ تیرا بھلا تحریر میں کیا آسکے
عجز سے ہے سر بسجدہ اسپِ عقلِ تیز گام

سرحدِ تخییل سے ہے اس طرف منزل تری
ہر حدِ ادراکِ شاعر سے ہے تُو اونچا مقام

ہے تری اِک اِک ادا آئینۂ حُبِّ رسول
ہے ترا ہر ہر نفس دیوانۂ شاہِ انام

سر سے پا تک مظہرِ شانِ شہِ احمد رضا
مرشدی حامد رضا کا یعنی آئینۂ تمام

آفتابِ نورِ فیضِ مفتیٔ اعظم ہے تُو
کیسے پاک و ہند میں روشن نہ ہوتا تیرا نام
آج پھیلی ہیں تری کرنیں زمینِ ہند تک
ہے بظاہر سرزمینِ پاک پر تیرا قیام
سومناتِ نجد توڑا تو نے لائل پُور میں
اللہ اللہ تیری ضربِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلام
پنجۂ باطل مروڑا تو نے ہر شیطان کا
بدزباں، بیباک، گستاخوں کے منہ میں دی لگام
تو ہے سُنّی کے لئے پیمانۂ آبِ حیات
اور نجدی کے لئے سرتا پا تیغِ بے نیام
آج لائل پور گویا مظہرِ اسلام ہے
یا بالفاظِ دگر ہے مرکزِ ہر خاص و عام
خاص عشقِ مصطفےٰ کی بھیک ملتی ہے یہاں
فیض جاری ہے شہِ احمد رضا کا صبح و شام
اے شہیدِ عشق، اے جاں دادۂ نامِ حبیب
تو نے راہِ حق میں مٹ کر حق کو دی عمرِ دوام
زندہ باد اے سیّدی سردار احمد زندہ باد
اے مجسّم حق، مجسّم سُنّیت پائندہ باد

۱۰/۸۴

یہ چند اشعار برادرِ معظم حضرت مفتی شاہ محمد ریاض الحسن رضوی حامدی قادری جیلانی
جودھپوری کے اچانک سانحۂ ارتحال پر قلم برداشتہ تحریر ہو گئے

اے شگفتہ شگفتہ گُلِ پنجتن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن
اے نسیمِ ریاضِ حسین و حسن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

عالمِ نکتہ رس ، ماہرِ علمِ دفن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن
تجھ سا لائیں کہاں سے اب اہلِ وطن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

مسندِ اقتدارِ شریعت پہ تو ، رفعتِ آسمانِ فضیلت پہ تُو
گو کہ خاکِ لحد پہ ہے تیرا بدن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

رخصتی آپ کی الاماں الاماں ، ہر براتی کی آنکھوں میں سیلِ رواں
جیسے میکے سے سُسرال جائے دلہن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

یہ محمد[1] علی ہیں ، یہ مفتی[2] خلیل ، سب کے سب زینتِ بزمِ میلاد ہیں
آج تم کیوں نہیں رونقِ انجمن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

نغمۂ جانفزا نَمْ کَنَوْمِ الْعُرُوْس ، سُن کے آسودہ ہیں آپ تو چین سے
اور ہم ہیں یہاں وقفِ رنج و محن ، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

---

[1] حضرت مولانا محمد علی رضوی ، ممبر قومی اسمبلی ۱۲ [2] حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب مدظلہ ، دار العلوم احسن البرکات ۱۲

سندِ اَوج تم نے کہاں پائی ہے ؟ کس مبارک[1] مہینے میں موت آئی ہے
دُھل کے زمزم[2] سے آیا تمہارا کفن، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

آشنا ہم ہیں تیری تفاسیر سے، دِل مُنوّر ہیں تیری تقاریر سے
تیری آواز کانوں میں ہے نغمہ زن، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

دامنِ اخترِ بے نوا بھر دیا، آپ نے کاملِ علم دفن کر دیا
آپ پر دائما رحمتِ ذوالمنن، مولوی شاہ مفتی ریاض الحسن

---

[1] برادرِ گرامی علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۰ رمضان المبارک کا روزہ افطار فرمانے کے بعد اٹھارہویں تراویح پڑھ کر ہوا ۱۲

[2] کئی جگہ سے کفن آئے جو زمزم شریف سے دُھلے ہوئے تھے مگر الحاج مولانا سید محمد علی صاحب رضوی (ممبر قومی اسمبلی) کے مدینہ طیبہ سے لائے ہوئے اور آبِ زمزم سے ڈوبے ہوئے کفن سے لبوس کر کے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا گیا ۱۲ اختر الہادی

قطعاتِ تاریخِ طباعت

(۱)

نتیجۂ افکار، عزیز الشعراء جناب عزیزؔ حاصلِ پوری ملتان

قلب و نظر کا اجیالا ہے نعت محل　　چشمِ ضیا ہے، فیضِ رضا ہے نعت محل
اختر حامدی و رضوی کا مجموعہ　　شعرِ سخن کی شان بنا ہے نعت محل
اخترؔ شاہجہان پوری نے چھپوایا　　اخترؔ اختر یوں لگتا ہے نعت محل
نقش و نگار مری آنکھوں میں پھرتے ہیں　　میں نے تصوّر میں دیکھا ہے نعت محل
ان آنکھوں پہ کم ہے جنت رشک کرو　　جن آنکھوں نے دیکھ لیا ہے نعت محل
ملتی رہے گی اس سے ٹھنڈک آنکھوں کو　　دل کے لئے تسکین فزا ہے نعت محل

برجستہ تاریخِ طباعت کہہ دو عزیزؔ

دیکھو اب تعمیر ہوا ہے نعت محل
۱۳۹۳ھ

(نوٹ) گزشتہ برس "نعت محل" کو مرتب تو کر لیا گیا تھا لیکن طباعت نہ ہو سکی لہٰذا مذکورہ قطعے کو قطعۂ سنِ ترتیب سمجھا جائے ۱۲ اخترؔ شاہجہانپوری

(۲)

از حضرت سیّد شریف احمد شرافت قادری نوشاہی مدظلہ سجادہ نشین ساہن پال شریف ضلع گجرات

نسخۂ مستطابِ نعت محل ہست مرغوب و دلکش و خوشتر

اخترِ حامدی مصنّفِ او عاشقِ ذاتِ پاکِ پیغمبر

نعت گوئی فنِ کمالش ہست از ضیائے نبی شدہ انور

چُوں شرافت سنِ طباعت جُست

گفت ہاتف، صحیفۂ اختر

۱۳۹۴

طالبِ دعا

ابوالمیزاب اویس رضوی

تاریخِ طباعت و تاثراتِ اخترؔ شاہجہان پوری مجدّدی مظہری لاہور

واصفِ مصطفٰے اخترالحامدی — ہے یہ فضلِ خدا اخترالحامدی
ہو رضاؔ کی ضیا اخترالحامدی — ہے ضیاءؔ کی رضا اخترالحامدی
نعت گوئی کا دنیا میں ہے یہ صلہ — جانشینِ ضیاؔ اخترالحامدی
فیضِ حامد رضا، لطفِ شاہِ ضیاؔ — خوب ظاہر ہوا اخترالحامدی
تیرے نغمے تو مقبول و مرغوب ہیں — بلبلِ خوش نوا اخترالحامدی
گلشنِ نعت گوئی کے ہو باغباں — مرحبا مرحبا اخترالحامدی
تیرے لفظوں میں بوئے رضاؔ بس گئی — ہے یہی کیمیا اخترالحامدی
تو نے شعروں میں سوزِ جگر بھر دیا — عاشقِ باصفا اخترالحامدی
نعت گوئی کے آئین پیشِ نظر — ہیں ترے دلرُبا اخترالحامدی
آپ کی کاوشِ فکر سے نعت کا — ہے محل بن گیا اخترالحامدی
جامِ حُبِّ نبی کے پلاتا ہی جا — ساقیا ساقیا اخترالحامدی
اہلسنت پہ بارش ہوئی نور کی — مہرِ تاباں ہوا اخترالحامدی
تیرا ہر شعر ہے جامِ حُبِّ نبی — دل میں گھر کر گیا اخترالحامدی
ہے دعا رب سے اخترؔ کی پھولے پھلے — نخلِ نورالرضا[1] اخترالحامدی

ذوقِ نعتِ نبوی سے میں نے کہا
سالِ طبعِ رسا اخترالحامدی
۱۳ ۹۴

---

[1] یعنی سید نورالرضا سلمہٗ ابن حضرت اخترالحامدی الرضوی مدظلہ ۱۲ اخترؔ شاہجہانپوری

نعت محل

مندرجہ ذیل مقامات سے مل سکتی ہیں

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ المعارف // // //

مکتبہ حامدیہ // // //

مکتبہ نوریہ رضویہ و کٹوریہ مارکیٹ مکھر

مقیاس پریس ۴۔ دربار مارکیٹ، لاہور

طالبِ دعا

ابو المیزاب اویس رضوی

www.facebook.com/owaisoloGy